# ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار

## ضوابط

(۱) عوام سے سالانہ رجسٹر اشتہاری عہ

(۲) امرائے عظام سے امتیازی

قیمت پانچ روپیہ (صہ)

(۳) سالانہ جو کچھ عطا کریں

وہ عطیہ تصور ہوگا۔ اور ایسے

حضرات کے اسمائے گرامی

سرپرستاران اخبار کی فہرست

میں درج ہوں گے ؛

## مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرے سے بدفعل عقلی و نقلی دور کرنا۔

(۴) حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کو نانک پنتھیوں میں پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) تاج برطانیہ کی خیر خواہی۔

| جلد ۶ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان! | نمبر ۱۹ |
|---|---|---|

## ایڈیٹر نور کی جدید قابل دید تصنیف

جس کی خوبی کو دیکھ کر ایک معزز سکھ سردار نے تین صد کاپیاں خریدیں

## "آریہ دھرم کا پول"

یہ وہ قابل قدر لیکچر ہے جو ۷ مئی ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۂ ثانی سلمہ اللہ تعالےٰ کی زیر صدارت بٹالہ میں دیا گیا تھا۔ اور لوگوں کی فرمائش پر چھپوایا گیا تھا۔ پہلا ایڈیشن تو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن مناسب اصلاح کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے۔ ستیارتھ پرکاش چار ویدوں غرضیکہ آریہ سماج کی کل مسلمہ کتابوں کا ایک آئینہ یا ہو بہو فوٹو ہے۔ اب اس کی خوبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک معزز سکھ سردار نے اس قابل قدر رسالہ کو ملاحظہ فرما کر تین صد کاپیاں دفتر نور سے خرید فرما کر اپنے دوستوں میں بطور تحفہ کے مفت تقسیم کیں۔ بہی خواہان نور کی توجہ بھی اس طرف خصوصیت سے درکار ہے۔ اگر بہی خواہان ملت ایسے مفید ترین ٹریکٹ کو دفتر نور سے خرید کر آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کریں۔ تو یہ پک کر شمہ درکار ہوں گے ؛

دوست ضرور ایسے مفید ترین رسالہ کو آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں ؛

قیمت صرف ۱؍ ۔ زیادہ خریدنے والوں سے صرف ۱؍

## مینیجر اخبار "نور" قادیان ۔ (ضلع گورداسپور)

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی حافظ مظفر دین مالک چھپکر شیخ محمد یوسف کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

# داخلہ ہائی سکول

دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے اطلاع پہنچی ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا امتحان سالانہ ختم ہو گیا ہے۔ اور مدرسہ دو ہفتہ کے لئے ایسٹرن ہالیڈیز کی وجہ سے ۱۴۔ اپریل تک بند رہیگا ۱۵۔ اپریل کو کھلے گا۔ اگر کوئی لڑکا بیرونجات سے آنا چاہے۔ تو ۲۰۔ اپریل تک آسکتا ہے۔ بعد میں کوئی لڑکا داخل نہیں کیا جاویگا۔

الحمد اللہ کہ اب حضرت کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ آپ نے باقاعدہ درس قرآن شریف شروع کر دیا ہے۔

# تازہ خبریں

KHILAFAT LIBRARY

**معرکۂ کارپیتھین**۔ (لنڈن) اخبار ڈیلی نیوز کا برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ روسی کارپیتھین میں سے گذر کر دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک حصہ نے مغرب کا رُخ کیا اور بارٹ فیلڈ کو اپنی نقل و حرکت کا مرکز بنایا۔ دوسرا جنوب و مغرب کے رُخ ہو لیا۔ اول الذکر کی نقل و حرکت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آسٹروی سپاہ کے اس خط کو جو دریائے نیدا سے گورلس تک شمال اور جنوب کو جاتا ہے گھیرے میں لینا چاہتا ہے اور موخر الذکر ان ریلویز پر قابض ہونے کی دھمکی دیتا ہے جن کے ذریعہ کارپیتھین کے اس خط کو جو دور مشرق تک پھیلا ہوا ہے۔ سامان حرب و رسد وغیرہ پہنچاتا ہے۔

**ڈیلی کرانیکل** کا ایتھنز کا نامہ نگار۔ جو حال ہی میں دردانیال کے علاقہ سے واپس آیا ہے۔ اطلاع دیتا ہے کہ آخری حملہ کے لئے تیاریاں زور شور سے ہو رہی ہیں۔ اب کے کوئی بات دوسری وقت کے لئے اٹھا کہی نہ جائیگی۔ کیونکہ اس کے متعلق بحری اور بری عقدہ کی وسعت کو بخوبی معلوم کر لیا جائے گا۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ترکوں نے جزیرہ نمائے گیلی پولی میں ایک کثیر جمعیت فراہم کر لی ہوئی ہے۔

**چھ جرمنی بٹالین کی تباہی**۔ (لنڈن ۷۔ اپریل) پیرس۔ گذشتہ شب کی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک روز بارش ہو رہی تھی۔ ہم نے دردون کے مشرق کی طرف قابل قدر ترقی کی۔ اور گوسین وہل گاؤں اور دریائے اورن کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ ہم نے میزرے کی جانب اور جنوب کو ترقی کی۔ اور لبلے اور برون وڈز میں مزید خندقوں پر قبضہ کیا۔

اسیروں کا بیان ہے کہ البوریں ہمارے حال کے حملہ کے دوران میں جرمنی کی چھ بٹالین بالکل تباہ ہو گئی ہیں ہم نے ہارٹ میزوا کے جنوب و مشرق میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر قبضہ کیا۔ اور اس سے آگے بڑھے اور مجوس گرفتار کئے۔

**آسٹرویوں کا شدید نقصان**۔ (لنڈن ۷۔ اپریل) پیٹروگریڈ۔ ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہم نے ۳۰ مارچ کو کارپیتھین میں تمام محاذ پر بارٹ فیلڈ کے شمال سے اوزک تک اپنی پیشقدمی کی کارروائی کو جاری رکھا۔ سب سے بڑھ کر قابل ذکر وہ ترقی ہے۔ جو ہم نے درہ رودنک کے علاقہ میں کی ہے۔ جس کے قریب ہم نے بڑے سلسلہ کوہ کے فاصل پر جو ایک مفید اور کارآمد جگہ ہے۔ قبضہ کیا ہماری ہراول فوج ڈھلوانوں کو عبور کر کے سمول بنک اور اروس رنہ وسکا کے دیہات پر قابض ہو گئی ہے۔ آسٹرویوں نے ہماری ہراول فوج کو گرفتار کرنا چاہا۔ اور جوابی حملے کئے۔ مگر پسپا کر دیئے گئے۔ دشمن نے بھاری نقصان اٹھایا۔ آسٹرویوں نے پسپا ہوتے ہوئے پل اور رسد کے ذخیرے جلا دیئے۔

**پرزمیل کا مال غنیمت**۔ (لنڈن ۷۔ اپریل) پیٹروگریڈ۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ تمام اسیران جنگ جن میں ۹ جرنیل۔ ۲۲۰۷ افسر اور ۱۱۳۸۹ سپاہی شامل ہیں۔ پرزمیل سے نکال کر روس کے اندرونی علاقہ میں بھیج دیئے گئے ہیں۔

**سمرنا پر بمباری**۔ (لنڈن ۶۔ اپریل) ایتھنز۔ ایک جہاز کا کپتان جو یہاں پہنچا ہے۔ بیان کرتا ہے۔ کہ برطانی جہاز اتوار کو پہر سمرنا پر گولہ باری کر رہے تھے۔ اور ہوائی بحری جہاز قلعوں پر بم گرا رہے تھے۔ والئی سمرنا نے یورپین آبادی کو کہدیا ہے۔ کہ شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

**مسئلۂ مے نوشی**۔ جب سے ملک معظم نے ترک مے نوشی میں تقدیم کی ہے۔ اس وقت سے مے نوشی کی بالکل بندش کے خیال پر توجہ نہیں دی گئی۔ لیکن امید کی جاتی ہے۔ کہ اپنی مرضی سے ترک مے نوشی کرنے اور کام کرنے کے اوقات کی مزید پابندی کر دینے سے سامان حرب کی تیاری کو ترقی دینے میں حکام کو مدد مل سکتی ہے۔

**لارڈ ہارڈنگ کی میعاد عہدہ کی توسیع**۔ ۱۔ ۲۱۔ پانچ کی شام کو الہ آباد میں ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کے صدر آنریبل مسٹر لال نہرو تھے۔ آنریبل مسٹر اے رؤف۔ آنریبل مسٹر سپرو اور مسٹر سی رمائی چنتامنی۔ موہن مالوی نے ذیل کے ریزولیوشن کی تحریک کی۔ اس جلسہ اس دلیرانہ ہمدردی اور فیاضانہ حسن تدبیر کا دل و جان ممنون ہے۔ جس کے ساتھ ہز ایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ نے غیر معمولی وقت حالتوں میں اس وسیع ملک کے معاملات کو طے کیا ہے۔ اصلاح کی فیاضانہ تدابیر کو ترقی اور سہارا دیا ہے۔ اور ہندوستان کی عزت اور خودداری کے مسئلہ کی حمایت کی ہے۔ اور اس جلسہ کی یہ پختہ رائے ہے۔ کہ گورنمنٹ اور رعایا کے فوائد اور خاصکر ملک کی موجودہ نازک حالت کے پیش نظر یہ نہایت مناسب ہے۔ کہ ایک ایسا مدبر جس کی عزت اور توقیر رعایا کے دلوں میں اپنے سب پیشروؤں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ آئندہ کے لئے بھی ہندوستان کا فرمانروائے اعلیٰ رہے یہ جلسہ حضور ملک معظم کی خدمت میں بادب کرتا ہے۔ کہ حضور وائسرائے کی میعاد وائسرائلٹی دو سال تک یا اتنے عرصہ تک جو حضور ملک معظم مناسب خیال فرمائیں۔ بڑھا دی جائے۔ یہ ریزولیوشن باتفاق رائے پاس کیا گیا۔

اور اسی طرح حضور وائسرائے کی توسیع میعاد کے لئے لاہور میں بھی زیر صدارت نواب فتح علی خان صاحب ایک شاندار جلسہ ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# اخبار نور قادیان!

مورخہ ۱۷- اپریل ۱۹۱۵ء

## (کمیونی کیٹڈ)

### حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں

KHILAFAT LIBRARY

مجھے بارہا سکھ دوستوں سے گفتگو کا موقعہ ملا ہے اور بارہا دیکھا کہ سکھ دوست پیچھا چھوڑانیکے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے کرتے ہیں اگر گرنتھ صاحب کا کوئی شلوک پیش کیا جائے تو اس کے معنوں میں عجیب عجیب رنگ آمیزیاں کرتے ہیں۔ جہاں رسول کا لفظ آیا تو اس کے معنے خدا کر لئے۔ اور اگر درود کا لفظ آیا تو وہاں اسکے معنے خدا کی تعریف کر لئے۔ اور اگر جنم ساکھی کا حوالہ پیش کیا تو یہ کہکر ٹالدیا کہ گرنتھ صاحب سے دلیل لاؤ۔ اور کبھی یوں ٹال دیا کہ یہ حوالہ نامکمل ہے۔ اور اگر بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل پیش کیا گیا تو کہدیا کہ وہ تو ہر قوم کو یہی کہتے تھے کہ تم اپنے اپنے مذہب پر چلتے رہو۔ اور اگر بابا صاحب کے باقی ماندہ نشانات مثل چولہ صاحب یا قرآن شریف کو بطور شاہد پیش کیا گیا۔ تو یوں ٹلا دیا کہ جنکے پاس یہ تبرکات ہیں یہ سب ان کی چال ہے وغیرہ وغیرہ۔ میرا یہ دعویٰ بلا دلیل نہ ہوگا اگر اس پر کوئی مثال بیان نہ کروں۔ سو میں سکھوں کے ایک پیشوا کی قلم سے لکھی ہوئے رسول کے معنے خدا کہا تا ہوں۔

چشمہ معرفت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تصنیف لطیف ہے۔ اس میں حضور نے سکھوں کیلئے گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں سے کچھ شلوک شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور سے نکلوا کر درج کر دیئے۔ یہ کتاب شملے میں میں نے بھائی سورج سنگھ جو رام گڈھیوں کے اپدیشک ہیں ان کو دی انہوں نے اس کتاب کے اس حصہ میں سے جو شیخ محمد یوسف صاحب نے جمع کیا ہوا ہے بہت سے شلوکوں پر اعتراض کئے۔ کتاب کے حاشیہ پر لکھکر کتاب واپس کر دی۔ سب سے پہلا شلوک جو گرنتھ صاحب سے اس کتاب میں مندرجہ ذیل ہے:-

دوزخ پوندے کیوں رہیں جاں چت آوے رسول

اس پر بھائی سورج سنگھ لکھتے ہیں کہ رسول سے مراد خدا ہے میں نے انہیں کتاب دکھائی اور پوچھا کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے جسمیں رسول کے معنے خدا ہیں تو اس کا جواب یہ تھا کہ ہمارے ہاں اسکے یہی معنے ہیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے ایک سکھ صاحب سے پوچھا کہ بھائی جی گورو گرنتھ صاحب میں آیا ہے کہ

برکت تنکو اگلی جو پڑھتے رہن درود

اس درود پڑھنے سے کیا مطلب ہے تو جواب ملا۔ کہ درود سے مراد خدا کی حمد ہے۔ لیکن میں حیران تھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ کیونکہ جب رسول کے معنے خدا کر لئے اور درود کے معنے خدا کی حمد تو ایسے حالات میں بحث ہو تو کیونکر ہو۔ غرض اس قسم کی تحریف معنوی کر کے اکثر سکھ صاحبان پیچھا چھوڑا لیتے ہیں۔ لیکن کوئی حق پسند انسان جو ذرا بھی عربی فارسی اردو پنجابی جانتا ہوگا۔ وہ سکھوں کے اوپر کے معنوں کو خلاف واقعہ قرار دیگا۔ نہ صرف خلاف واقعہ قرار دیگا بلکہ مان لیگا کہ ان شبدوں کا قائل کوئی عاشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے گو بابا صاحب کے اسلام کو چھپانے کے لئے سکھ دوست لاکھ کوششیں کریں جنم ساکھیوں کو بدل دیں جیسا کہ وہ ..... لیکن اب حق چھپ نہیں سکتا جو یہ ہے کہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول مانتے تھے اور ان پر درود بھیجتے تھے۔ یہ تو گرنتھ صاحب کے حوالے تھے جنہیں ہمنے تحریف معنوی کی مثال کیلئے پیش کیا ہے۔ لیکن اب ہم بابا صاحب رح کی جنم ساکھی کو دیکھتے ہیں تو وہ پکار پکار بابا صاحب کے سچے مسلمان ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔ بانی اسلام کو اور نبیوں کیطرح محض ایک رسول نہیں مانتے۔ بلکہ انہیں خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ العاماً آپ کو بتاتا ہے کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں جنپر ہمنے تیس پارے قرآن نازل کیا تھا ہم ناظرین کو زیادہ دیر اس انتظاری میں نہیں رکھنا چاہتے اسلئے بلاکم وکاست بھائی بالا والی جنم ساکھی کے صفحہ ۱۳- پر سے وہ شہادت درج کر دیتے ہیں لکھا ہے کہ

"جب نانک دیو پر مہر ہوئی تو نانک دیو نے ہتھ جوڑ کر کہا کہ ہے سچے صاحب اگے تد ہتم پیغمبراں دا پیغمبر محمد مصطفےٰ کو بھیجا ہے تے ہن تک اُسدا عمل۔ شیخ لوگ لئی جاندے ہیں ہور کسی دا حکم چلنے نہیں دیندے اور ساڈا حکم کدر چلنے دیون گے۔ تاں باری خدا کا حکم ہؤا تا تک درویش اتھروں دید کا حکم محمد کو دیا سی جو توں اکو اک خدا ایدا نام جپائے ہور کسے دا نام کدی نہ جپے ہور کسی کا نام کوئی نہ جپے۔ اتے تیہ سپارے قرآن کے عمل کرتاں دنیا وچہ جاپیگے ××××× اب نانک درویش تم کو حکم ہے۔ چھتیس سپارے کی کتاب تم کرد۔ تیہ سپارے قرآن کا مت وعقیدہ) اور چھ سپارے ساڈی طرفوں چھتیس کا گرنتھ بنا کر چاروں کونٹ درتائے دیہ اور اک ہی نام کی مہما کرو۔ دوسرا میرا شریک کوئی نہیں"

مندرجہ بالا عبارت بھائی سورج سنگھ نے خود میری کتاب مذکورہ بالا کے حاشیہ پر لکھی ہے۔ جس سے آپکا مقصد کچھ اور تھا۔ میں نے اصل کتاب کو سنا تو وہاں واقعی یہی الفاظ تھے۔ لیکن یہ الفاظ بجائے ہمارے دعوے کو کمزور کرنیکے اور زیادہ مضبوط کرتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل نتائج بدیہی طور پر اوپر کے حوالہ سے نکلتے ہیں:-

(۱) بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ جوڑ کر خدا تعالےٰ کے حضور عرض کی کہ خداوندا اپنے ختم پیغمبراں دا پیغمبر (خاتم النبیین) بھیجا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ

نکتہ ہے مگر آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتے تھے
اور جو مہربانی خدا کی طرف سے ان پر ہوا تھی وہ اسی
خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل تھی جبھی تو باباجی کو
آپ صلعم ہی یاد آئے۔ جو یہی کہ اشیر خدا کی مہربانی ہوئی۔
کیوں اس وقت کسی دیدک رشی منی کا نام نہ لیا؟ صرف
اس لئے کہ وہ ان سے فیضیاب نہ ہوئے تھے اور قاعدہ کی
بات ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی پر مہربانی کرتا ہے تو ایسے
شخص کو اس وقت سب سے پہلے وہ یاد آتا ہے کہ جسکے ذریعہ
اس پر وہ مہربانی ہوئی۔

ممکن ہے کہ بعض دوست اس باریک نکتہ کو نہ سمجھ سکیں
اسلئے میں انہیں ایک اور طرح بھی یہ مطلب سمجھا دیتا ہوں
بابا صاحب نے جو خاتم پیغمبراں دالفظ بولا ہے خود یہ بتا رہا ہے
کہ وہ مہربانی جو بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ پر ہوئی وہ اسی خاتم
النبیین صلعم کے طفیل ہوئی۔ کیونکہ اس لفظ کے معنے ہی یہ ہیں
کہ کوئی شخص بعد آنحضرت صلعم کے دربار الٰہی میں شرفیاب نہیں
ہو سکتا بغیر اس کے کہ ایسا شخص آپ کی اطاعت قبول کرے
اور ایسی اطاعت کرے کہ آنحضرت صلعم میں فنا ہو جاوے
اور یہ صرف میں نہیں کہتا بلکہ یہ اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے
پس معلوم ہوا کہ خدا کی مہربانی جو ہوئی وہ آنحضرت صلعم
ہی کی طفیل تھی۔

(ب) دوسری بات جو مندرجہ بالا اقتباس سے بدیہی طور
پر نکلتی ہے یہ ہے کہ بابا نانک رحمۃ اللہ کے زمانہ میں بھی
ایسے ایسے کامل شیخ موجود تھے جو شریعت اسلامی جو تیس
پارہ فرقان ہے اسے چلا رہے تھے اور وہ کسی غیر مسلم
کو اپنے مقابلہ پر ٹھہرنے نہ دیتے تھے نہ تلوار سے کیونکہ وہ
زمانہ ہندوستان میں اسلام کے زور کا نہ تھا بلکہ اسلئے کہ
مشائخ ہمیشہ کمالات روحانیہ سے ہندوستان کے جوگیوں
سنیاسیوں وغیرہ کو اپنے فرمانبردار بنا لیا کرتے تھے جیسا کہ
ولی اللہ حضرت معین الدین چشتی رح کی سوانح عمری اسپر
شاہد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بابا صاحب نے اللہ کے حضور
یہی عرض کی کہ

ہن تک اس دا عمل شیخ لوک لئی جاندے ہیں ہور
کسے دا حکم چلنے نہیں دیندے اور ساڈا حکم کد چلنے
دیون گے + "

شاید کوئی صاحب خیال کریں کہ اگر بابا صاحب نے سب کچھ
آنحضرت کے ہی طفیل پایا تھا تو یہ کیوں کہا کہ:۔

"او ساڈا حکم کد چلنے دیون گے"

تو ایسے صاحبوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ کلام صرف
اسلئے تھا کہ بابا صاحب ان مشائخ کو کہ جنہوں نے
فیض پایا تھا بہت زبردست فیض رساں یقین کرتے
تھے اور سیر المتاخرین جو ایک پرانی تاریخ کی کتاب ہے
وہ بتا رہی ہے کہ بابا صاحب صوفی محمد حسین صاحب
چشتی رح کے روحانی برکات سے فیض یافتہ تھے جیسا کہ
بھائی سیوا سنگھ بلیڈر نے بھی اپنی تحریر کردہ انگریزی
لائف شری گورو نانک دیو جی میں اس بات کو لیا ہے۔
مزید براں بابا صاحب رح کا ملتان میں حضرت شمس تبریز
کے روضہ مبارک پر چلہ کشی کرنا بھی ایک ثابت شدہ صداقت
ہے۔ ویسے ہی شاہ بہاء الحق صاحب سے بھی فیضیاب
ہوئے۔ جسے سکھوں نے اپنے حاشیے چڑھا کر کچھ کا کچھ
بنا دیا ہوا ہے۔ بہرحال مضبوط شہادتوں سے ظاہر
ہے کہ بابا صاحب رح مسلمان تھے اور مسلمان اولیاء اللہ
سے فیضیاب تھے۔ اسی لئے مانی آپ کو مدنظر رکھتے
ہوئے بابا صاحب نے عرض کی کہ "او ساڈا حکم کد
چلنے دیون گے" یا یوں کہو جسطرح کاملین کی عادت
ہے کہ وہ اللہ کے حضور ہر طرح عجز و انکسار ہی ظاہر کرتے
رہتے ہیں۔ اسی طرح بطور انکسار بابا صاحب نے یہ
الفاظ اللہ تعالےٰ کے حضور میں عرض کئے جیسا کہ گرنتھ
صاحب میں یہ بھی آتا ہے کہ

کہو نانک ہم نیچ کرما + شرن پڑے کی راکھو شرما

اس شعر سے یہ مقصد نہیں کہ نعوذ باللہ بابا صاحب
ایسے تھے بلکہ اس کا مقصد صرف اللہ کے حضور میں
انکساری ہے۔ اور یہ سنت ابرار و اخیار ہے۔ پس
اسی طرح بابا صاحب کے یہ الفاظ تھے "کہ او ساڈا
حکم کد چلنے دیون گے" اس جملہ جو پہلے الفاظ ہیں
وہ اس اصل کے ماتحت نہیں آسکتے۔ کیونکہ وہ ایک
واقعہ کا اظہار ہے۔ جسمیں تاویل کی گنجایش ہی نہیں

شاید یہ اعتراض ہو کہ جب ایسے کامل مشائخ موجود تھے جو
شریعت اسلامی کے رواج دینے والے تھے۔ تو بابا صاحب
کو اس کام پر لگانے کی کیا حاجت تھی۔ تو اس کا جواب
یہ ہے کہ اس میں اسلام کی صداقت پر مسیح موعود علیہ السلام
کے زمانہ میں ایک حجت قایم کرنا۔ اور ہندوؤں کو انہیں
میں سے ایک شخص کو کھڑا کر کے تبلیغ اسلام کرانا مقصود
تھا۔ چنانچہ وہ لاکھوں ہندو جو فرقان حمید سے دور ہیں
وہ گرنتھ صاحب میں اپنی زبان میں ترجمہ کئے ہوئے
فرقان کے تیس پاروں کو پڑھتے ہیں۔ اور اب اپنی حجت
تمام ہو چکی ہے

(ج) تیسری بات جو جنم ساکھی کے مذکورہ حوالہ سے
صاف ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ:۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین کو وحدہ
لاشریک کی عبادت اور تیس پارہ فرقان پر عمل کا حکم
خدا تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے
کہ جب باباجی کو اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ بیشک محمدؐ ہمارے
رسول تھے۔ اور انہیں ہمنے تیس پارہ فرقان دیا تھا
تو اسلام کے منجانب اللہ ہونے کی ایک الہامی شہادت
ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس عبارت میں کسی نے تصرف
بھی کیا ہے۔ اور اتھروید کا ذکر اور پھر گئو غریب پر ظلم
کا بیان صاف کہہ رہا ہے کہ یہ کسکا کام ہے ہاں اسکے
اس عبارت کے الحاق ہونیکا کافی ثبوت اس عبارت
میں موجود ہے۔ جو یہ ہے کہ اگر اتھروید کو بھی خدا نے
قرآن شریف بنا دیا ہے تو "پھر گئو غریب پر ظلم کے
کیا معنے ہوئے۔ کیونکہ گئو غریب کے متعلق تو قرآن شریف میں
جو ذکر ہے اس سے ہر ایک مذہبی دنیا سے دلچسپی رکھنے والا
آگاہ ہے اس حکم الٰہی کے موجود ہوتے ہوئے بھی گئو
غریب پر ظلم کا ذکر کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے اور بابا نانک
کی اکاش بانی کو خلاف واقعہ ٹھہرانا ہے۔ غور کرو کہ جب
خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں ذبح بقر کی خود ہی اجازت
دی تو وہ کسطرح اپنے الہام میں بابا صاحب کو یہ کہہ سکتا تھا کہ

## مسلمانوں نے گئو غریب پر ظلم کیا

اور پھر جنم ساکھی میں یہ لکھا ہے کہ اشاعت حق کیلئے بابا صاحب

KHILAFAT LIBRARY

کو بھی تیس پارے قرآن شریف ہی کے دیئے گئے۔

اب ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کسطرح ظلم کی تعلیم خدا تعالےٰ دے سکتا ہے۔

رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں یہ صاف لکھا ہے کہ جس چونکا میں گائے کا گوبر سے لیپن دیا جاوے یا گائے کے گوبر کے اوپلے جلائے جائیں وہاں کا پکا ہوا کڑاہ پرشاد پوتر نہیں ہوتا ہے۔ کہ جز ساکھی کی یہ عبارت الحاقی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ خدا کا پیارا ختم پیغمبراں دا پیغمبر کوئی ظلم کرے۔ یہ تو خدا کے بھگتوں کی شان سے ہی بعید ہے۔

ممکن ہے کہ بعض دوست ہماری اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھے ہوں۔ اسلئے ہم باوا صاحب کی زندگی کے ایک واقعہ سے اسکی شہادت پیش کرتے ہیں۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جنکے کلمات طیبات کو سکھوں کے گوروؤں نے گرنتھ صاحب میں درج کیا ہے۔ انکی مزار مبارک پر حضرت بابا صاحبؒ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں لوگ قبر کی پرستش کر رہے ہیں تو آپ نے مسلمانوں کو فوراً ایسا کرنے سے روکا اور کہا کہ یہ بت پرستی کی رسم تم میں برہمنوں سے آگئی ہے ہاں یہ خیال نہ کرنا کہ میں فرید کو کچھ نہیں سمجھتا۔ نہیں وہ تو خدا کا بھگت ہے جو خدا کے بھگت کو برا کہتا ہے وہ خود برا ہے۔ میرا منشا صرف قبر پرستی کو روکنا ہے جو شرک ہے۔ یہ واقعہ میں نے بابا صاحب کی ایک ساکھی میں جو انگریزی میں ہے جسے کسی گرمکھی سکھ نے لکھا ہے۔ پڑھا ہے۔ اب اس واقعہ سے یہ بات حل ہو گئی کہ ایک مسلمان ولی اللہ کے دامن کو شرک سے پاک قرار دینا۔ اور اسے برا سمجھنے والے کو برا جاننا۔ جہاں ایک طرف یہ بتا رہا ہے کہ بابا صاحب کو فرید سے کیا تعلق تھا وہاں یہ بھی بتایا ہے کہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے آقا سیدنا محمد خاتم النبیین ﷺ کیسے پاک اور مطہر تھے اور انکی طرف ظلم کو منسوب کرنا تو ان پر اعتراض کرنا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی نبی کسی گناہ کا مرتکب ہو۔ پھر خاتم النبیین صلعم کو ظلم کا مرتکب قرار دینا ایک خطرناک ..... ہے۔ یہ تو خدا تعالےٰ پر اعتراض ہے کہ اس نے تمام نبیوں کا سردار بنانے کے لئے ایسے وجود کو منتخب کیا۔ جو

KHILAFAT LIBRARY

العوذ باللہ اس منصب کے مناسب نہ تھا۔

دوستو! دیکھو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر صاحب کمال نہ کوئی نبی گذرا نہ گذرے گا۔ صرف وہ نبی ہی ایسا نبی ہے جو ہمیشہ زندہ ہے۔ جبکا نبوۃ اس کے متبعین میں سے لاکھوں اولیاء اللہ کا وجود ہے جن سے حضرت فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک تھے کہ جنکو جھوٹا کہنے والوں کو خود بابا صاحب جھوٹا جانتے ہیں پھر بابا صاحب کے زمانہ میں وہ مشائخ موجود تھے جو دین نبی کو چلا رہے تھے۔ پھر ہمارے سامنے احمد مسیح موعودؑ نبی اللہ گذرا ہے وہ بھی یہی کہتا رہا کہ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا + نام اسکا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
جو کچھ کہ ہم نے پایا اس یار ہی سے پایا + وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پس کیا تم اس سے نہیں سمجھ سکتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ اور اکمل اور مکمل نبی ہیں۔ یہ ایسی ویسی باتیں بابا صاحب کے پاک کلمات کے ساتھ کسی نے ملا دی ہیں۔ تم خود جنم ساکھیوں میں ملاوٹوں کے قایل ہو تو کیا یہ صریح ملاوٹ آپ کو بابا کے اس الہام (اکاش بانی) کے ماننے سے بیشک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ختم پیغمبراں دے پیغمبر ہیں اور تیس پارہ قرآن اُن کو دیا گیا روک سکتی ہے ہرگز ہرگز نہیں۔ پس اٹھو اور حق کو قبول کرو اور اپنی بہادری کا ثبوت دو۔

(د) چوتھی بات جو جنم ساکھی کے مذکورہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ :-

"اب نانک درویش تم کو حکم ہے چھتی سپارے کی کتاب تم کرو۔ ترنویہ سپارے فرقان کا ست اور چھ سپارے سا دی ہی طرفوں چھتیس کا گرنتھ بنا کر چاروں کوٹ ورتائے وہ۔ اور اک ہی نام کی مہما کرو۔ دوسرا میرا شریک کوئی نہیں۔

یہ حوالہ بھی تحریف شدہ ہے اور اس میں تیس سپارے قرآن کے ساتھ خواہ مخواہ چھ سپارہ اور بڑھائے گئے اور اس کے محرف ہونے پر یہ کافی سے بڑھکر شہادت ہے کہ وہ تیس پارے جامع اور کامل شریعت پر حاوی ہیں۔ اور ان میں چھ پارہ بڑھانا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے دودھ کے لبالب بھرے ہوئے برتن میں اور دودھ ڈال دیا۔ حالانکہ اس میں کچھ بھی گنجایش نہ تھی۔ جبکہ قرآن کے تیس پاروں میں

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ دین مکمل ہو چکا۔ اس میں اور کوئی گنجایش نہیں ہے نہ تو ترمیم ہو سکتی ہے نہ ایزادی ہیں جب خدا تعالےٰ نے خود ہی قرآن کریم کو ایسی مکمل کتاب فرمایا ہے تو یہ غلط ہے کہ بابا صاحب کو اللہ تعالےٰ نے باوجود یہ کہنے کے کہ فرقان ہماری کتاب ہے اور وہ تم کو ہم دیتے ہیں پھر یہ بھی کہا ہو کہ یہ تیس سپارے فرقان کے اور چھ سپارے ساڈی طرفوں چھتیس کا گرنتھ بنا کر چاروں کوٹ ورتائے وہ" دراصل کسی ایسے شخص نے جو آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونیکا قایل نہیں اور فرقان کو خاتم الملت نہیں مانتا۔ بابا صاحب کی الہامی شہادت کو مٹانے کیلئے چھ سپارہ فالتو بھی لکھدیا ہے اگر سکھ صاحبان غور کرینگے تو وہ اس مسئلہ کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ جب بابا صاحب خدا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ قرآن مجید ان کو دیگئی اور خدا ہی الہاماً بتاتا ہے۔ کہ بیشک یہ ٹھیک ہے پھر یہ کسطرح ممکن ہے کہ خدا وہی تیس پارہ قرآن کے باقی رہتے ہوئے اور چھ پارہ بھی دے دیوے۔ کیا گرنتھ صاحب میں بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم میں سے ایک لفظ بھی ایسا پیش کیا جاتا ہے جو قرآن کریم کی شریعت بیان کردہ سے کسی طرح بھی زاید ہو۔ میں نے یہی سوال ایک سکھ سے کیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ گرنتھ ۳۶ راگوں میں پڑھا جاتا ہے اسلئے یہی راگ اس کے ۳۶ پارے ہیں۔ لیکن یہ جواب خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ مختلف راگوں میں تو ہم ایک ہی پارہ کو گا سکتے ہیں۔ اسلئے ۳۶ کی ضرورت نہیں ہے دراصل کوئی ۳۶ پارے بابا صاحب پر نہیں اترے بلکہ وہی فرقان دنیا میں پھیلانے کا آپ کو حکم ہوا۔ اسلئے آپنے اسے اپنی زبان میں نظم میں ترجمہ کر کے دنیا میں پھیلایا

میں اپنے بیان کی تصدیق میں اسی جنم ساکھی سے بابا صاحب کے دو شلوک اور پیش کرتا ہوں سنو!:-

ترے کنڈاں بھالیاں بھید
توریت انجیل زبور ترے پٹھے وچ وید
مطلب دوہاں نہ پایا ہندو مسلمان
رہا قرآن شریف کل جگ سی پردان

ان شبدوں سے صاف ظاہر ہے کہ توریت انجیل زبور اور وید منسوخ ہیں۔ اور اب صرف قرآن شریف ہی قابل سند کتاب ہے اس حوالہ کے علاوہ حضرت بابا نانک رح جب آخری عمر میں حج کو تشریف لیگئے تو وہاں آپنے قاضی کے سامنے کہلے لفظوں میں اقرار کیا کہ:-

سنو قاضی رکن الدین آکھے نانک بند
سے ای سیانی گل وچہ لتس وچہ بہتر بند
تیہے حرف قرآن دے تیہے سچیارے کین
لتس وچہ بند بہت نصیحتاں سنکر کرو یقین

اب بتاؤ کہ اگر بابا صاحب قرآن شریف کے متبع نہ تھے تو کیوں اسکی تابعداری کا حکم دیا گیا۔ کیا جس بات کو ہم خود نہ مانتے ہوں اسکا دوسروں کو حکم دینا کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایسا کرنا جرم ہے۔ ہاں بابا صاحب ایسے نہ تھے۔ انہوں نے صاف شہادت دی۔ سکھوں کا فرض ہے کہ اسے قبول کریں۔

بعض سکھوں نے مکہ شریف میں بابا صاحب کو ماننے سے میرے سامنے اسلئے انکار کیا ہے۔ کہ یہ بابا صاحب نے قاضی کے الفاظ کو دہرا دیا ہے انکا اپنا مذہب نہیں اور ایسا کرنے کو وہ انواد کہتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں یہ محض حیلہ جوئی ہے یہ ساری سی حرفی اسلام کی صداقت پر دلیل ہے۔ اور بابا صاحب کے مسلمان ہونے کی شہادت ہے۔ ان دو شعروں اور انکے شعروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر کیا ساری سی حرفی انواد ہی ہے یہ تو نعوذ باللہ بابا صاحب کی ہتک کرنا ہے۔

بعض سکھ اس دلیل سے اسطرح بچنا چاہتے ہیں کہ اس سی حرفی کہنے کے بعد اسی ساکھی میں لکھا ہے۔ کہ قاضی نے کہا کہ لوگو! ہم پہلے محمد صاحب کو خاتم النبیین مانتے تھے۔ لیکن یہ بات غلط ہے خاتم النبیین یہی بابا صاحب ہیں۔ لیکن اس خیال کے غلط ہونیکے لئے کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ جب بابا صاحب اپنے اقوال میں۔ اسلام کو اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور سی حرفی میں اسلام کی صداقت پر زدست شہادت دی اور یہانتک کہہ دیا کہ

لعنت برسر تنہاں جہیڑے ترکہ نماز کرین
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھو ہتھ گوین

نہ صرف نماز کی زبانی تعریف کی اور تارکان نماز کو سخت وعید کے نیچے رکھا۔ بلکہ خود بھی وہاں مسلمانوں کے ہمراہ نمازیں پڑھکر بتا دیا کہ میرا مذہب بجز اسلام کے کوئی نہیں۔ تو پھر یہ کہنا بے سروپا بات ہے کہ قاضی نے کہا کہ یہ شخص ہی نبی آخر الزمان ہے حالانکہ بابا صاحب اپنے قول و فعل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی شہادت دے رہے تھے ایسی باتیں کسی صاحب خرد کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتیں بات صرف اتنی تھی کہ بابا صاحب حج کو گئے درویش صورت انسان تھے۔ ہندوستان سے گئے تھے قاضی نے حال دریافت کیا۔ انہوں نے اسلام کی صداقت میں قاضی کے کہنے پر سی حرفی کہی۔ بعد میں کسی دشمن اسلام نے جو یہ دیکھا کہ یوں تو بابا صاحب مسلمان ثابت ہوتے ہیں۔ جھٹ بات کی کرنے کیلئے کتاب میں عبارت بڑھا دی جسکے الحاق ہونے پر بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں ہے ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ بابا صاحب کا الہامی عقیدہ یہ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں پس اب اس الہامی عقیدہ کے مقابلہ کوئی عذر قابل پذیرائی نہیں ہے

ممکن بلکہ اغلب ہے کہ کوئی ناواقف سکھ یہ کہہ اٹھا کہ بابا صاحب نے مکہ میں اسلام کی شہادت نہیں دی بلکہ انہوں نے تو جان بچانے کے لئے یہ کہا تھا کہ

ہندو کہاں تے ماریاں تے مسلمان بھی ناں
بیچ نت کا پتلا نانک میرا ناں

یعنے میرا نام نانک ہے اور اگر میں کہوں کہ ہندو ہوں تو تم مارو گے اور میں مسلمان بھی نہیں ہوں۔ اسلئے کیا بتاؤں۔ پس ثابت ہوا کہ بابا صاحب مسلمان نہیں تھے۔ تو اس کا جواب سنو!:- بابا صاحب فرماتے ہیں:-

مسلمان کہاون مشکل۔ جاں ہوئے تاں مسلمان کہائے

اس سے ظاہر ہے کہ بابا صاحب مسلمان ہونیکو ایک اعلیٰ مقام سمجھکر یہ فرماتے ہیں کہ انسان اس وقت مسلمان کہا سکتا ہے جب وہ فی الحقیقت مسلمان ہو اور یہی وہ بات ہے جسے گرنتھ صاحب میں اس طرح بیان کیا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

ہوئے مسلم دین مہانے ۔ مرن جیون کا بھرم چکانے
یعنے غافل تو مسلمان ہو جاتا۔ جیون (آواگون) کا وہم دور ہو جائے۔"

پس جب بابا صاحب اسلام کو ایسی گراں بہا نعمت قرار دیتے ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ انکا یہ منشاء ہو کہ میں مسلمان نہیں بلکہ انکا اصل منشاء یہ تھا جو کسی شاعر نے کہا ہے کہ ع

ہندو میں ہم روز کے مسلمان کبھی کبھی

اور بابا صاحب کا یہ کلام مقام الکسار میں ہے والا وہ پکے مسلمان تھے جبھی تو بکہ کو باوجود تمام تکالیف کے حج کیلئے گئے۔ نمازیں پڑھیں اور صداقت اسلام کو برملا سی حرفی میں بیان کیا۔ میرے خیال میں اسقدر دلائل کے ہوتے ہوئے بابا صاحب کو سچا مسلمان نہ ماننا ایک ضد ہے۔ پیارے دوستو! سنو کہ وہ بھگت جو بابا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق بٹالہ کے پرگنہ میں بھگت کبیر سے بھی بڑا اور بڑا زمیندار پیدا ہوا۔ جسکا مسکن جنت نشان قادیان ہے جسکا اسم مبارک احمدؑ ہے وہ کہتا ہے کہ:-

جب کہل گئی سچائی تب اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدا یہی ہے

(عمر الدین احمدی از قادیان)

---

**دوستوں کو چاہیئے کہ وہ نور کی توسیع اشاعت میں کوشاں رہکر ثواب دارین کے وارث بنیں**

(منجانب)

KHILAFAT LIBRARY

# نوٹ لکھ رائیں!

## کیا کل آریہ سماجی ویدوں کے مانخ والے ہیں

آریہ سماج کا بڑا بھاری دعوے ہے کہ اس کے ممبر سے لیکر کلاں تک ویدوں کے اوپاسک اور عقیدتمند ہیں؟۔ اور اپنا تن و من و دھن ہر آن اور ہر وقت ویدوں پر قربان کرنے کیلئے آمادہ اور تیار ہیں۔ سکندہ کلاء نے اثناء مقدمہ برنالہ میں آریہ وکلاء سے یہ سوال کیا کہ آریہ نیوگ کو جو ویدوں کا ایک نہایت ہی مسلمہ اور مایۂ ناز اصول سمجھتے ہیں اور جسے آپ ست یگ کی تعلیم کا ایک حصہ بتلاتے ہیں کیا آپ آریہ سماج سے کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ جنہوں نے وید مقدس کے اس مایۂ ناز اصول پر عمل کر کے لوگوں کے سامنے ویدوں کی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کیا ہو؟

سنا ہے کہ یہ سوال کرنے پر آریہ وکلاء نے کوئی عملی مثال دینے کے بجائے کریا کی مثالیں دیں۔ جو اُن کی اصطلاح میں ایک بگڑا ہوا نیوگ ہے۔ اصلی نیوگ کی عملی مثال دینے سے عاجز رہے۔

## ہمیں کسقدر کام کی ضرورت ہے

ہمعصر کیل اپنے ایک نامہ نگار کا مضمون درج کرتا ہے۔ جس نے اٹاوہ کے ضلع کی ایک تحصیل کے مسلمانوں کی حالت زار کو آشکارا کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس تحصیل میں اکثر ایسے مسلمان پاوگے۔ جنکا نام ہرنام داس اور بھگوان چند وغیرہ ہے۔ ان کے رسومات بھی ہندوانہ ہیں۔ مگر وہ کہتے اپنے آپ کو مسلمان ہیں۔ کلمہ طیبہ کے دلدادہ ہیں ایک آریہ سماجی اخبار نے آریہ سماج کے سامنے زور الفاظ میں اس تحریک کو پیش کیا ہے کہ جسقدر جلدی ممکن ہو سکے آریہ سماج کو اپنے پرچارک اس علاقہ میں بھیج دینے چاہئیں جو ایسے برائے نام مسلمانوں کو بہت جلد آریہ مذہب میں لاویں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ایسے خام عقیدہ مسلمانوں کو درغلانا بہت ہی آسان امر ہے اور آریہ سماج کی پھرتی سے کچھ بعید بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے پرچارکوں کو بہت جلد اس علاقہ میں بھیجدے مگر سوال یہ ہے کہ مسلمان کب تک آنکھیں موند کر بیٹھے رہیں گے کیا الٰہی ان کی آنکھیں کھلنے کا وقت نہیں آیا۔ زندہ جسم کی حس بہت تیز ہوتی ہے ذرا سی خارش ہی تمام جسم کے احساس کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ مگر غضب خدا آج ہم سنتے ہیں کہ اسلام کے جسم سے آج اسقدر ٹکڑا کاٹا گیا۔ آج اسقدر مُثلہ ہو گئے۔ اتنے مسیحی اور آریہ کیمپ میں چلے گئے۔ مگر افسوس کہ ہمارے احساس ہیں لٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔ نام کو تو ایک دو نہیں بیسیوں اشاعت اسلام اور حمایت اسلام کا دم بھرنے والی انجمنیں ہونگی۔ مگر کیا مجال کہ کسی کے احساس لٹس سے مس تک ہو جائیں۔ کیا انجمنوں کا کام روپیہ جمع کرنا ہی ہے؟ یا کچھ اور بھی؟ اللہ تعالےٰ ہمارے حال پر رحم فرماوے۔

## سوامی سیتانند نے اپنے اصول کو چھوڑ دیا؟

ہم نے اپنے پچھلے پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ سوامی سیتانند جو لوگوں کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو برا بھلا نہ کہنا نہ کہنا چاہیئے کیونکہ مذہب شانتی اور اطمینان سکھلاتا ہے نہ ایک دوسرے کے بزرگوں کو برا بھلا کہنا اور ستیارتھ پرکاش کے پچھلے چار ابواب کو ہی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ مگر وقت پر وہ اپنے اصول پر قایم نہ رہ سکے۔ اس وقت ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے یہ پڑھا کہ سوامی صاحب نے لاہور کی آریہ سماج مندر میں آریوں کو ستیارتھ پرکاش کے پچھلے چار ابواب کو پڑھنے کی از حد تاکید کی اور کہا کہ ستیارتھ پرکاش کی جان اور آریہ سماج کی زندگی کی روح اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف ستیارتھ پرکاش کے پچھلے چار ابواب ہی ہیں۔ جس میں غیر مذاہب عیسائی۔ موسائی۔ مسلمانی۔ سکھوں۔ اور برہمنوں وغیرہ کے اجب الاحترام ہادیوں کو برا بھلا کہنے میں بہت کچھ جسارت سے کام لیا گیا ہے۔ ہم نے اس پر ظاہر کیا۔ کہ افسوس سوامی سیتانند صاحب زیادہ دیر کیلئے اپنے اصولوں پر قائم نہ رہ سکے

## بکواس کی حد ہو گئی!!!

اس پر امرت کا منہ پھٹ اور دریدہ دہن اڈیٹر صاحب ذیل الفاظ میں اپنی شرافت کا ثبوت دیتا ہے۔ امرت مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۱۵ء صفحہ پر جس نے امرت کے نقاضا سے بکواس کیا ہے وہ بجنسہٖ درج ذیل ہے۔

## ایک سخت ہی دلخراش عنوان

دیگر لکھتا ہے:۔ قادیان کے اخبار نور میں اس ہفتہ سوامی ستیانند جی کو خوب کوسا گیا ہے۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے اپنے ایک گذشتہ لیکچر میں ستیارتھ پرکاش کے پچھلے چار سمولاسوں کا زور کے ساتھ پرچار کرنے کی بات کہی تھی۔ نور کہتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے ان چار سمولاسوں میں دیگر مذاہب کو سخت زبانی سے یاد کیا گیا ہے۔ مگر کیا اس کے لئے وہ قرآن کی اشاعت کو بھی بند کرنیکا فتویٰ پاس کر لیگا کیونکہ اس میں بھی تو یہودیوں۔ عیسائیوں اور غیر مسلمانوں کو کافر ناپاک ..... کہا گیا ہے

اگر اڈیٹر نور کو ستیارتھ پرکاش پر اس لئے غصہ ہے کہ اس کے آخری حصہ میں دیگر مذاہب کی غلط تعلیم پر آزادی کے ساتھ ریویو کیا گیا ہے تو سب سے پہلے اسے قرآن کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ اس میں ہر مقام پر غیر مسلمانوں کو سخت الفاظ سے یاد کیا گیا ہے"

## ویدوں کی رزم تعلیم امرت کا اڈیٹر غور سے پڑھے!

سوامی دیانند صاحب اپنے رگوید بھاش صفحہ ۶۱۶ و صفحہ ۲۹۶ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"جبر و اکراہ اور زور سے اپنے مذہب میں لاؤ"

قتل اعدا صفحہ ۵۳۶۔ استیصال اعدا صفحہ ۵۶۸ و صفحہ ۷۹۲

معافی مانگے تب بھی غصہ ترک نہ کرو۔ اے راجہ تو دشمنوں کے ساتھ دوسروں کو دوکھہ دینے کیلئے کاٹ کھانے والا ہے یجروید باب ۱ منتر ۱۰۔

اے لوگو جیسے تم دکھوں کا ناس کرنیوالے ہو ویسے دشمنوں کا بل نکالنے والا۔ میں آپ لوگوں کا سسکار کر کے میں ہتھیاروں سے عزور کرنیوالے لوگوں کو درست کرو۔ باب ۵ منتر ۲۵۔

اے راجہ جیسے میں درختوں کو کاٹتا ہوں ویسے تم بھی کاٹو۔ باب ۶ منتر اول۔

اے راجہ آگ کی مانند دشمنوں کو جلانے والے یجر باب ۱۲ منتر ۲۱۔

اے حاجر تو سعادتمندی حاصل کر- اور اپنے ہم مذہبوں کیلئے سکھ پھیلا اور اپنے مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال جو ہمارے دشمنوں کی حمایت کرتا ہے- اسکو نیچے کی طرف سو کہی لکڑی کیطرح ادہر جلا کر جدہر سے اسکی ہوا بہی نہ آوے

باب ۱۳- نمبر ۲-

KHILAFAT LIBRARY

اب اس کے مقابلہ میں ذرا قرآن شریف کے احکام متعلق جنگ ملاحظہ فرمایئے :-

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلون ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین وقاتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین (سورۃ البقرۃ)

ولقد نصرھم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ آلاف من الملئکۃ منزلین بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملئکۃ مسومین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون (سورۃ آل عمران)

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ آلاف من الملئکۃ منزلین بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملئکۃ مسومین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون (سورۃ آل عمران)

ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین (سورۃ البقرۃ)

ولقد نصرھ

KMU BEAT LIBRARY

احتیاط کیساتھ سینہ پر باندھ لیتا ہے روسیوں کا خیال ہے کہ یہ تصویر ہر طرح کی آفات سے انہیں محفوظ و مصئوں رکھتی ہے۔ میدان کارزار میں جانے سے پہلے ہر روسی جرنیل کو یاد ری اسی قسم کی تصویر پیش کرتے ہیں اور فتح و نصرت کی دعا مانگتے ہیں غور کرو بعض پورپی اقوام باوجود ادعائے تہذیب و تمدن کے اب تک بت پرستی میں۔ زمانہ قدیم کی یادگار ہے متبلاء ہیں ان ھذا لشئی عجاب

عبادت اوثان کے رائج ہونے کے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے چند صلحاء عظام فوت ہو گئے۔ ان کے متقدمین و متبعین کو ان کی وفات کا بڑا رنج ہوا۔ شیطان موقع پاکر ان کو یوں بہکایا کہ ان صلحاء و عظام کی تماثیل کے وہی نام رکھو جو ان صلحاء و عظماء کے تھے۔ اس سے تمہارا رنج بھی کم ہوگا اور عبادت میں بھی خوب جی لگیگا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ کچھ عرصہ تک تو وہ بت ہی رکھے رہے پھر رفتہ رفتہ ان کی پرستش شروع ہو گئی۔ اور ان کے فیوض و برکات کے افسانے تراشے گئے۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ یورپی اقوام میں بت پرستی کسی نہ کسی رنگ میں اب تک محض اس لئے رائج ہے کہ وہ بھی عظمائے قوم کی یادگاریں بتوں اور مجسموں کی شکلوں میں قائم رکھتے ہیں۔ ان کے معابد میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی تماثیل و تصاویر موجود ہیں جنکے آگے وہ ادب سے گھٹنے ٹیکتے ہیں۔ اور گھٹنے ٹیکنا ہی تہذیب جدیدہ میں سجدہ کا مترادف ہے۔ اسلام ہر بدی کو اسکی جڑ سے روکتا ہے۔ کیونکہ بدنظری مقدمہ ہے ارتکاب امر شنیع کا اسی بنا پر اس نے اپنے پیروؤں کو غض بصر کا ارشاد فرمایا عظمائے قوم کی یادگاریں ان کی تماثیل و تصاویر اور بتوں اور مجسموں کی شکلوں میں قائم کہنا مقدمہ ہے۔ بت پرستی کا اسی بنا پر اسلام نے اسکی بھی اجازت نہیں دی۔ حیرت و استعجاب ہے کہ بعض اہل الرائے کو علیگڈھ کالج میں عظمائے قوم کے مجسمے رکھوانے کا خیال کیونکر پیدا ہوا؟ مسلمانوں کو ان امور سے قطعی محترز و مجتنب رہنا لازم و واجب ہے۔ جن میں شائبہ شرک ہو

## امریکہ کے سکول اور بائیبل کی تعلیم

سائنس کی روشنی کے آنیکے ساتھ ساتھ توہمات پر مبنی تعلیم کسطرح اڑ رہی ہے اسکے متعلق "سبودھ پتر کا" کا ایک نامہ نگار امریکہ سے ایک حیرت انگیز خبر دیتا ہے کہ وہاں کے لوگوں سے اسے معلوم ہوا کہ امریکن سکولوں بائیبل کی تعلیم کا دیا جانا قانوناً بند ہے۔ اس سے بڑھ کر نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ "یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ جب عیسائیت جنگ کے برخلاف ہے تو پھر یوروپ کے عیسائی ملک کیوں موجودہ خوفناک جنگ میں مشغول ہیں۔ اس سے امریکہ کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات جم گئی ہے کہ عیسائی مذہب جنگ کو بند کرنے میں بے بس ہے اسلئے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بائیبل کی تعلیم عملی زندگی میں ہمارا ساتھ نہیں دیتی۔ البتہ کاغذوں پر بڑی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ تبھی تو یوروپ عملی زندگی میں بائیبل کو رہنما نہیں مانتا۔ مگر قربان جاؤں قرآن کریم کے جسکی ہر ادا نرالی اور ہر تعلیم قابل عمل اور دنیا کے لئے اپنا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔ جو روئے زمین کی ہدایت کیلئے ایک اکمل اور اتم نمونہ ہے۔

## مسلمانوں کے تنزل اور ادبار کے بڑے بڑے باعث

مسلمانوں کے تنزل و ادبار کے متعلق پیسہ اخبار کے ایک نامہ نگار اسب ذیل وجوہات بیان کرتے ہیں:۔

جناب من آپکے پرچہ روزانہ پیسہ ۲۳ مارچ ۱۹۱۵ء میں مسلمانوں کے اسباب تنزل کے سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں جوابات معقول ہیں ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ جب کسی قوم کو تماثیل و تصاویر کی تعظیم و تکریم کرتے دیکھے تو کہے ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون (پ ۱۷ سورہ انبیاء ع ۵) یہ مورتیں جنکی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو یہ ہیں کیا چیز؟

(نذر الدین تاجر جرم گوجرانوالہ)

لیکن میرے خیال میں مسلمانوں کے تنزل اور ادبار کا بڑا باعث باہمی فساد۔ نفاق۔ خود غرضی۔ سیرت کی کمزوری غیرت اور حمیت کا نہ ہونا۔ یا اسلام کے واسطے غیرت مند نہ ہونا۔ ارتداد اور کفر کے فتاوے علمائے امت کا باہمی جنگ و جدال۔ امرائے قوم اور روسائے ملت باطل جاہ طلبی میں رہنا محمد صلعم کے نام کے واسطے غیور نہ ہونا۔ قوم کی بہبودی اخوت کی کمی۔ خلوص سے نفرت وغیرہ وغیرہ میں باہم ضروری ہے۔ تربیت لازمی ہے۔ لیکن باوجود تمیم تہذیب کے بھی مسلمانوں میں اوپر کی باتیں بکثرت یا بالخصوص پائی جاتی ہیں۔ ایک دوسرے سے بگڑے بیٹھا ہے۔ اغراض مشترکہ میں بھی نام کو خلوص اور اتفاق نہیں ہر ایک شخص ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا ہی بنا رہا ہے۔ سارے مسلمانوں کو پڑتا کر دیکھو تو اگر ان میں خلوص اور اتفاق نہ ہوگا۔ تو خاک بھی اصلاح نہ ہوگی قرآن مجید نے سو بات کی ایک کہدی

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

مسلمانوں کے اخبارات میں جو آئے دن کے خرخشے چھپتے رہتے ہیں۔ ان سے کون انکار کر سکتا ہے ان سے کون انکار کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہی اعضاء اعضائے رئیسہ اور مدعی صداقت ہیں ؎

بچو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

## بھاپ کے ذریعہ قلبہ رانی

بمبئی گورنمنٹ نے ایک ایسا ہل منگایا ہے کہ جو قلبہ رانی کیلئے بیلوں کی جگہ بھاپ کے ذریعہ سے چلایا جاتا ہے کھیت میں اس ہل کو چلا کر متفرق مقامات میں زمینداروں اور کاشتکاروں کو اس ہل کے فایدوں اور خوبیوں سے آگاہ کیا جا رہا ہے زمیندار بھی بڑے شوق سے آکر اس ہل کو دیکھتے ہیں۔ بمبئی گورنمنٹ نے اس بارہ میں اپنا سرکاری نوٹ بھی شائع کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۱۳ء میں ضلع دھارواڑ کے موضع رانی پور میں بعض

استادہ فصلات کے کیڑے وغیرہ کو فنا کر دیتے کھیتوں میں دخانی ہل کے قلبہ رانی کردی گئی۔ اب دخانی ہلوں سے ضلع کھیڑا کے بعض حصص میں بنجر زمین کو زراعت کے لئے تو لوٹو کیا جارہا ہے۔ کیونکہ اس ضلع میں مزدور بہت کم ملتے ہیں۔ اس دخانی ہل سے ضلع دھارواڑ میں ۷۰۰ ایکڑ زمین میں ۱۶ سے لیکر ۱۸ انچہ کی گہرائی تک قلبہ رانی کردی گئی ہل کی مرمت کے خرچ اور سود دینے کے علاوہ تمام فصل کے اختتام تک کام کرنے کے بعد مبلغ ۶۰۷ روپے کا خالص منافع ہوا۔

دخانی ہل کیلئے ایک بات نہایت ضروری ہے کہ کھیت بہت وسیع رقبہ کے ہوں۔ چھوٹے کھیتوں میں اس سے کام لینا فضول ہے۔ ضلع کھیڑا میں اس دخانی ہل نے بظاہر نہایت نفع بخشا ہے اور اس ہل کے ذریعہ سے وہاں ۴۳۰۰۰ ایکڑ بنجر زمین نو توڑ کے قابل کاشت بنادی گئی۔ اور یہ سب اراضی حال میں زمینداروں کو کاشت کیلئے دیدی گئی۔

## اچھوت اقوام میں کام کی ضرورت

ہندوستان میں آجکل جس قدر اچھوت اقوام میں کام کی ضرورت ہے۔ وہ شاید جناب سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ اس وقت پانچ کروڑ سے کچھ اوپر اچھوت لوگ ہندوستان میں آباد ہیں۔ شمالی ہندوستان اور جنوبی ہندوستان کی اچھوت اقوام کی حالت زار زار رو کر انسانیت کا دم بھرنے والی سوسائٹیوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ اچھوت اقوام کو جس نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جنوبی حصہ میں جس سڑک پر اعلیٰ طبقہ کے لوگ چل سکتے ہیں۔ وہ بیچارے اچھوت نزدیک تک نہیں پھٹک سکتے۔

## اچھوت اقوام میں مسلمانوں کے لئے زیادہ کامیابی ہے

اگرچہ اچھوت اقوام کی اصلاح کے لئے آریہ سکھ اور عیسائی ہمہ تن مصروف ہیں۔ مگر جسقدر طاقت اسلام میں اچھوت اقوام کو ہضم کرنے کی ہے۔ دنیا میں آج اور کسی سوسائٹی کو یا مذہب کو یہ بات نصیب نہیں ہے۔ گر افسوس ہے۔ تو یہ کہ مسلمانوں کو خانہ جنگی ہی چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔

اب یہ کسطرح اور کیسے اچھوت اقوام کی طرف اپنی طاقت صرف کرسکتے ہیں۔ آہ افسوس! ہم نے خداوند تعالیٰ کے انعام اور مقدس اسلام کی کچھ قدر نہ کی۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ ہم اپنی توجہ کو اچھوت اقوام کی اصلاح کیطرف لگائیں۔ خدا کے فضل سے اچھوت اقوام میں میدان بہت وسیع ہے۔ اور کامیابی ہماری راہ تاک رہی ہے صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ جنوبی ہندوستان کی اچھوت اقوام کی اصلاح کرنے والی ایک سوسائٹی کی کچھ مختصر سی کارروائی درج کی جاتی ہے۔ جس کو پڑھ کر معلوم ہوجائیگا۔ کہ ہمارے حصہ میں صرف ڈینگیں مارنی اور لافیں ہانکنی ہی آئی ہیں۔ کام کرنے والے اور ہی لوگ ہیں۔ آہ!

KHILAFAT LIBRARY

یاران تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

## جنوبی ہند کی اچھوت اقوام میں ایک سوسائٹی کا قابل رشک کام

چنانچہ ایک سوسائٹی جنوبی ہند میں اچھوت جاتی مشن کے نام سے کام کر رہی ہے۔ اس کے کام کرنے والے بکواسی نہیں ہیں۔ بلکہ ان تمام کارکن ہیں لہٰذا سات سال کا عرصہ ہوا۔ جب ان لوگوں نے ایک ہزار روپیہ کے سرمایہ سے مقام پارل میں اولاً ایک اسکول قائم کیا تھا۔ لیکن اس وقت اس کی کئی شاخیں مختلف مقامات پر کام کر رہی ہیں۔ بمبئی۔ پونا۔ ہبلی اور ناگپور کے علاوہ بنگلور۔ بہاؤنگر۔ اکولہ۔ امراوتی۔ ستارہ۔ ملوان۔ پولی اور تھانہ میں اس کے بڑے بڑے مرکز ہیں جن کے ماتحت اکتیس مختلف قسم کے مدارس کام کر رہے ہیں۔ امسال پر صرف ۱۹۱۲ء میں ۲۴۸۴۸ روپیہ خرچ کیا گیا ہے تجربہ کے واسطے بیجاپور۔ راجکوٹ۔ پوت محل اور کوکنیا ڈاچار اور مرکز قائم کئے گئے ہیں۔ جن کی کامیابی کے سبب سوسائٹی کو امید ہے۔ کہ جلد ہی ان کو مستقل مرکز قرار دیا جائیگا۔

## اس کار خیر میں لوگوں کی گرویدگی

اس مشن کے جاں نثاروں نے اپنی کوشش اور کام سے طبقہ کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ راجوں مہاراجوں کے علاوہ حکام کی نظر عنایت بھی ان کی جانب ہو چلی ہے۔ چنانچہ مسٹر ورڈیا آنجہانی کے جائداد کے ٹرسٹیوں نے تین سال کے واسطے ایک کثیر رقم چھ ہزار روپیہ سالانہ اس سوسائٹی کو عطا کیا ہے۔ اس امداد سے فائدہ اٹھا کر بمبئی اور پونا کی شاخیں نہایت مضبوط ہوگئی ہیں۔ جسکا اثر یہ ہے۔ کہ بمبئی کی تعلیم گاہوں میں پانچسو سے زیادہ طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور ایک ٹیکنیکل اسکول کے ذریعہ بڑھئی۔ درزی۔ رنگ سازی اور جلد بندی کا کام بھی طلباء کو سکھلایا جاتا ہے پونا کی شاخ نے ایک ہوسٹل قائم کرنے کے واسطے ۶۰ ہزار روپیہ کا اندازہ لگایا ہے۔ جس کی امداد کے لئے مہاراجہ صاحب اندور نے ۲۰ ہزار روپیہ عطا کیا ہے۔ گورنمنٹ نے بھی ۲۰ ہزار کا عطیہ تصور کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس سوسائٹی نے پرائمری اور ٹیکنیکل اسکولوں کی عمارتوں کے واسطے ۲۵ ہزار روپیہ کی مزید درخواست کی ہے۔ جس پر ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم غور فرما رہے ہیں۔ پونا کی میونسپلٹی نے ایک وسیع قطعہ آراضی ایک روپیہ سالانہ پر ننانوے سال کے واسطے عطا کردیا ہے۔

ہبلی کی شاخ علاوہ درسگاہوں کے ایک اچھا نفیس ہوسٹل بھی اپنے زیر اہتمام رکھتی ہے۔ جس میں طلباء سے کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا۔ اور ایک ہسپتال بھی اس نے اچھوتوں کی تیمارداری کے واسطے جاری کیا ہوا ہے۔ اسطرح کام کرتے ہوئے روز بروز یہ تحریک اس علاقہ میں ہر دلعزیز ہوتی جارہی ہے۔ اور ہر ایک شخص ان بیغرض کام کرنے والوں کی تعریف ہی کرتا نظر آتا ہے۔ بڑے بڑے کڑلوگ بھی ان کارکنوں سے ہمدردی کرنے لگتے ہیں۔

## اسی قسم کی ایک دوسری شاخ کا کام

ناگپور والی شاخ اگرچہ ۱۹۱۳ء میں ہی قائم ہوئی ہے۔ اور اس لئے صرف دو سال کا ہی بچہ ہے۔ مگر جو کام اس نے سرانجام دیا ہے۔ وہ نہایت قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے اس کے زیر اہتمام بھی ایک بورڈنگ ہے جس میں کرایہ قطعی طور پر نہیں لیا جاتا ایک مدرسہ دن میں تعلیم دینے کے واسطے اور دو رات کو مزدوری پیشہ

لوگوں کو پڑھانے کے لئے جاری ہیں۔ علاوہ ایک ایمبولینس کلاس بھی کھولی ہوئی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ جلد ہی یہ شاخ بہت کچھ اور بھی ترقی کر جاویگی۔

اسی طرح اگر شمالی ہند میں مسلمان بھی ہمت کریں فضول یکوا اس کو علیحدہ کر کے متحدہ طاقت سے کام کرلیں تو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور جس گری ہوئی حالت میں آج یہ اچھوت کہلانے والے بھائی ہیں۔ وہ بہت کچھ جلد ہی سدھر سکتی ہے۔ مگر سب سے پہلے اور لازمی بات یہ ہے کہ ان سدھارک سوسائٹیوں کو آستین کے سانپوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اور کام کرنے والے لوگ چکنی چپڑی باتوں کے فریب سے دور رہیں۔

## حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا اخلاقی نمونہ

ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق حسنہ کیا چیز ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ خذ العفو وامر بالعرف و اعرض عن الجاھلین۔ (عفو و درگذر کو پکڑ لو اور نیک کاموں کا حکم کرتے رہو۔ اور جاہلوں کی صحبت سے اعتراض رکھو۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ھو ان تصل من قطعك وتعطی من حرمك وتعفو من ظلمك جو شخص تم سے قطع تعلق کرے۔ اس سے تم ملاپ پیدا کرو۔ اور جو تم پر ظلم کرے۔ اس کو معاف کرتے رہو۔ اور جو تم کو کسی حق سے محروم کرے۔ تم اسے محروم نہ کرو۔ اس حدیث کے سامعین ناظرین اس آیت کو بھی ملالیں۔ تاکہ مطلب خوب واضح ہو جائے۔

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ (ترجمہ) اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ تم اوروں کو معاف کرو۔ اللہ تم کو معاف کرے۔ اور خدا بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

اس مسائل کے جواب میں جن چند امور کو حضور نے بیان کیا۔ خود آپ کی مبارک زندگی انہیں اخلاق حسنہ کا ایک مجسم نمونہ تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ جبکہ آپ نے اپنے بعثت کے اصلی غرض و غایت ہی یہ بیان فرمائی۔ کہ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں اسی لئے بھیجا گیا ہوں۔ کہ عمدہ اخلاق کے سبق کو مکمل کر دوں۔ قبائل مکہ نے اپنے قبل از ہجرت کامل طور پر مقاطعہ بائیکاٹ کر دیا تھا۔ آپ اور آپ کے چند کنبہ کے آدمی شعب ابی طالب میں جا پڑے۔ اور برسوں تک اس عسرت میں مقیم رہے۔

KHILAFAT LIBRARY

## افسوس! کہ سکھ پریس بھی اپنے وقار کو قائم نہ رکھ سکا

افسوس کہ اس خانہ جنگی نے کسی قوم کو بھی نہیں چھوڑا۔ آج سے کچھ ماہ پہلے سکھ پریس میں ہی اتفاق اور یگانگت کی کچھ نہ کچھ جھلک نظر آتی تھی۔ مگر افسوس! کہ خانہ جنگی نے وہاں بھی ڈیرے جا جمائے لائل گزٹ اور سکھ ریویو وغیرہ اور دیگر سکھ پرچوں کو جو باہمی آئے دن نوک جھوک ہوتی رہتی ہے۔ ضرورت ہے کہ کوئی با اثر سکھ لیڈر اس باہمی نوک جھوک کو روکدے ورنہ بعد میں اس کا رکنا مشکل ہوگا۔ ہماری دلی دعا ہے سے یہ دعا ہے۔ کہ ہر قوم کا پریس اتفاق اور یگانگت کا ایک نمونہ ہو۔

## کیا گیتا میں دہریت کی تعلیم ہے؟

ہندوستان اخبار

آریہ اخبار امرت کے حوالہ سے ۱۲۔ فروری ۱۵ء صفحہ ۱۶ کالم ۲ میں آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے روئداد دیتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ ماسٹر درگا پرشاد کا گیتا کے متعلق لکچر ہوا۔ اور ماسٹر صاحب نے صاف الفاظ میں اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ "گیتا کسی ویدک دہری کی نہیں۔ بلکہ بدھ کی بنائی ہوئی ہے۔ زیادہ حصہ کسی ناستک کا بنایا ہوا ہے" گیتا ایسے عظیم الشان شخص کرشن جی مہاراج کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اور ایسے شخص کی طرف اس قسم کے خیالات منسوب کرنا ایک شدید حیرانی اور تعجب خیز امر ہے۔

## گیتا کے متعلق ایسا خیال کیوں پیدا ہوا؟

اب چرانی ہے۔ کہ گیتا کے متعلق ایسا خیال کیوں پیدا ہوا۔ اس کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے جب ہم گیتا کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ تو ہم اس میں صاف لکھا پاتے ہیں۔ کہ "ہے ارجن تینوں ویدوں کو سمیاگ کے میری طرف آجا۔ کیونکہ تینوں ویدوں کی تعلیم اجو تمو۔ ستو گنوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اور میں ان سے بلند ہوں۔ بس یہ وجہ ہے۔ ایک آریہ مہاشہ کے گیتا کے متعلق ایسے ویسے الفاظ کہنے کی بے شک سچ آکھیاں بھانڑ مچدا ئی۔

## نور سے عملی محبت کا ثبوت

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجا آوری خدمت پر کمر بستہ ہے۔ وہ جناب سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ ایسے مفید تریں پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کی توسیع اشاعت میں مربیانہ کوشش فرماویں۔ جسقدر نور کی زیادہ اشاعت ہوگی۔ اسی قدر نور اپنے چمکارے سے لوگوں کو مستفیض کرے گا۔ ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔

وہ کونسے "نور" کے خریدار ہوں گے۔ جنہیں "نور" کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف تھوڑی سی توجہ درکار ہے۔

اگر چند دوست بھی اس طرف توجہ کو مبذول فرماویں۔ تو "نور" کی توسیع اشاعت کا سوال ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی طے ہو سکتا ہے۔ صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ دیکھو گے۔ کہ کتنے ہی خواہان ملت اس ضروری سوال پر توجہ فرماتے ہیں۔ اور سب سے پہلے اس کار خیر کے لئے کون لبیک کہتا ہے۔

خریداران اخبار خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل مشکل ہوگی۔ (منیجر)

## ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کے درمیان کبھی مذہبی لڑائی نہیں ہوئی

ہمارا منشاء ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں کے سلسلہ تعلقات کے متعلق سکھ صاحبان کی اپنی مسلمہ کتب کی بناء پر ایک مضمون کا سلسلہ شروع کریں۔ اور دکھلائیں کہ ایام گذشتہ میں کس طرح مسلمان سکھوں کی خاطر اپنی جانیں قربان کرتے تھے۔ اور کسطرح سکھ مسلمانوں پر اپنا بھروسہ رکھتے تھے۔

ہماری خواہش ہے۔ کہ خدا کرے۔ اب بھی مسلمانوں اور سکھوں میں سے پہلے کا سا پریم و محبت عود کر آئے۔ یہ دونوں دریا جن کی روانی ایک ہی چشمہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر دو دریاؤں کی طرح باہم مل جائیں۔

آج یہ مضمون زمیندار سے نقل کیا جاتا ہے۔ جو ایک حد تک سکھوں کے سابقہ تعلقات پر کچھ کچھ روشنی ڈالتا ہے۔ گو اس میں بجائے وضاحت کے صرف اشاروں سے ہی کام لیا گیا ہے۔ مگر تاہم مضمون نویس نے بہت کچھ میٹریل جمع کر دیا ہے

(ایڈیٹر)

مسلمانوں نے ہندوستان پر اس لئے حملے نہیں کئے۔ کہ یہ ہندوؤں کا ملک تھا۔

اور ہندوؤں کو مار نا قتل کرنا وہ اپنا مذہب سمجھتے تھے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

اگر فی الواقعہ مسلمانوں نے ہندوؤں پر اس لئے حملہ کیا ہو کہ وہ ہندو ہیں۔ تو بھلا یہ کب ہو سکتا تھا کہ وہ اس وقت جبکہ مسلمانوں کا تسلط ہندوؤں پر قایم ہو چکا تھا۔ پھر بھی شمال مغرب سے اس پر حملے کرتے رہے ایک خاندان دوسرے خاندان کو کیوں قتل کرتا۔ اگر سچ مچ ہندوؤں اور مسلمانوں میں صرف مذہبی لڑائیاں ہوتیں تو سلطان محمد شاہ کے زمانہ میں تیمور نے دہلی کیوں فتح کی؟ بابر نے ابراہیم لودی کو پانی پت کے میدان میں کیوں زک دی؟۔ نادر شاہ نے محمد شاہ کے عہد میں دہلی کو نہ صرف فتح ہی کیا۔ بلکہ خوب تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اس جگہ اتنے آدمی قتل کئے کہ دہلی کے دریبہ کلاں میں انسانی خون کا طوفان آگیا اور اس دروازے کا نام اسی وجہ سے خونی دروازہ مشہور ہو گیا

یہ کیوں ہوا؟ کیا محمد شاہ ہندو تھا؟ کیا ابراہیم لودی کافر تھا؟ سچ بات تو یہ تھی کہ ہندو مسلمانوں میں مذہب و قومیت کیلئے کبھی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ ہر ایک کے دل میں خود بادشاہ بننے کی زبردست خواہش تھی

ہندوؤں کو لیجئے مرہٹوں نے راجپوتانہ کیوں لوٹا؟ کیا وہاں مسلمان آباد تھے۔ ہندو مسلمان فرمانروائی کا نصب العین اگر ہندوستان میں اپنے مذہب کا پھیلانا ہوتا تو وہ کیوں نہ اپنے مذہب کی انتہا درجہ پابندی کرتے مگر جب ان ملوک و سلاطین کے حالات زندگی کی تنقیح کی جاتی ہے تو حالت اس کے بالکل برعکس نظر آتی ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر ہندوؤں کا سب سے بڑا دشمن اور بڑا متقی مسلمان تھا۔ ہر روز جب تک وہ ہندوؤں کے سوا من زنار نہ اتار تا تھا کھانا نہ کھاتا تھا کیا یہ سچ ہے؟ کیا ایسا ہونا ممکن ہے نہیں اور ہزار بار نہیں؟

ہندوستان کی سچی تاریخ آجتک کبھی ہندو نے نہیں لکھی۔ تاریخ میں صرف یہ پڑھ لینا کہ فلاں بادشاہ نے فلاں بادشاہ کو مطیع کیا۔ اور فلاں بادشاہ نے فلاں ملک کو برباد کر ڈالا یا اتنے ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے تاریخ دانی و تاریخ شناسی کے لئے کافی نہیں ہیں سب سے دشوار بات علم تاریخ میں وہ خیالات ہوتے ہیں۔ جو کسی بادشاہ یا قوم کو لڑائی کے لئے اکساتے ہیں مشکل امر یہ ہے کہ آپ ہندو اور مسلمانوں کے آپس میں جنگ ہوتے دیکھتے ہیں لیکن ان کے اندرونی اور دلی خیالات کا جو ان کو جنگ کیلئے آمادہ کرتے رہے دیکھنا آپ کی طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ جتنی تاریخیں اس وقت ہمیں ملتی ہیں۔ ان میں ان لڑائیوں کی اصل وجہ دکھانے کی کم کوشش کی گئی ہے۔

جب ہندو بادشاہوں کو مسلمانوں کے خلاف اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف مذہبی رعایا کو بھڑکانے کی ضرورت لاحق ہوا کرتی تھی تو وہ ایک دوسرے کو اپنے مذہب کا دشمن ظاہر کرتے تھے۔ اگر مسلمان ہندوؤں کو کافر کہتے تھے۔ تو ہندو مسلمانوں کو ملیچھ وغیرہ ناموں سے یاد کرتے تھے۔ دراصل جنگ کیلئے ان کے دل میں کچھ اور خیالات ہوتے تھے۔ لیکن ظاہری طور پر وہ ایک دوسرے کو اپنے مذہب کا دشمن قرار دے کر اپنی فوج کو اکساتے تھے؟۔

سیواجی گورو گوبند سنگھ جی اورنگ زیب کو کمزور کرنے کے لئے اپنی اپنی فوجوں کو مذہب کی انگیخت سے اکساتے تھے۔ لیکن در اصل ان کے دلی خیالات اپنی سلطنت قائم کرنے کے تھے۔ کیونکہ سلاطین عالم اسی طرح اپنی سپاہ میں جوش پیدا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی اصلی تاریخ آج تک نہیں لکھی گئی۔

ہندو مسلمانوں میں آجتک مذہب کیلئے جنگ نہیں ہوئی۔ جنگ دراصل ایک طرف سے لوٹ اور دوسری طرف سے ملک کی آزادی کے لئے ہوا کرتی تھی۔

شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کی جنگ سیواجی اور گورو گوبند سنگھ جی سے ہوئی یہ دونوں بہادر اس وقت ہندوؤں کے لیڈر تھے۔ لیکن کیا ان کی باہمی معرکہ آرائیاں ہندو مذہب ہندو مذہب و قومیت کی تقویت یا اسلام کی توسیع و ترقی پر مبنی تھیں؟ حاشا ان یکون ذلک

ہندو مسلمانوں کی جنگ واقعہ میں اگر مذہب کے نام پر ہوتی تھی تو گورو گوبند سنگھ جی کے ساتھ ہندو پہاڑی راجوں نے کیوں محاربے کئے اور ایک مشہور مسلمان بزرگ نے اس بزرگ کیا تھا کس طرح جانثارانہ سلوک کرنے گوارا کر لئے۔ کیا پہلی صورت ہندو مذہب و قومیت کے منافی نہ تھی۔ اور دوسری صورت میں اسلام کا تضاد لازم نہیں آتا تھا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ ہندو وہ کام کریں جو ان کے مذہب سے بیر رکھتا ہو اور مسلمان ایسی شغل میں نظر آئیں۔ جس سے اسلام کو علاقہ نہ ہو۔ یقیناً ماننا پڑے گا کہ یہ باتیں اسلام اور مذہب سے تعلق رکھتی ہی نہیں یہ مقتضیات سیاست تھیں۔ جو بہر حال اپنے خاص رنگ میں نمایاں ہوا کرتی ہیں۔

گورو گوبند سنگھ کے بچانے والے کون تھے؟ کیا ہندو تھے۔ نہیں خاص مسلمان تھے۔ سلطنت مغلیہ کے آخری عہد تک اعلیٰ ذمہ واری کے عہدوں پر کیا کیا بڑے

بڑے ہندو از خود فائز ہو گئے تھے۔ کیا ہندو پنڈتوں اور مٹھوں کو جاگیریں خود بخود مل گئی تھیں۔ جنہیں ان کے پینے والے مسلمان تھے۔ پھر آج ان تمام باتوں کو فراموش کیوں کئے دیتے ہو۔ اور آپس میں بے بنیاد باتوں پر برسر جنگ کیوں ہو؟

گورو گوبند سنگھ کے لئے وہ نازک وقت تھا جبکہ وہ شکست کھا چکے تھے۔ اور گرفتار کرنے کی خاطر بیشمار فوجیں ان کے تعاقب میں ہمہ تن مصروف تھیں۔

وہ نہایت اعلیٰ اور عمدہ وقت تھا۔ ان لوگوں کے لئے جو ذاتی فائدہ کی خاطر جاگیروں کی خاطر مفاد کے لئے ایسے ایسے لوگوں کو گرفتار کرا دیا کرتے تھے۔

اگر ایسے نازک وقت میں بھی گورو گوبند سنگھ نے کسی ہندو کے ہاں پناہ لینی مناسب نہیں سمجھی۔ اور مسلمانوں نے انکو اپنی پوری طاقت کے زور سے اپنی پناہ میں رکھ لیا۔ تو کیا اس سے یہ امر بخوبی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہندوؤں کے قومی مذہبی اور سوشل ہیرو کے دل میں مسلمانوں کی ساری قوم کے لئے نفرت نہ تھی۔ اور اسی طرح مسلمان بھی گورو گوبند سنگھ کی شخصیت یا قومیت سے مطلق نفور نہ تھے۔

جن مسلمانوں نے گورو گوبند سنگھ کو بچایا۔ آپ خیال فرمایئے۔ انہوں نے اپنا مال و متاع۔ بال بچے زن و زمین وغیرہ سب کچھ غرض کہ اپنے آپ کو بھی گورو گوبند سنگھ کی خاطر قربان کر دینے کا خیال دل میں کر لیا ہوگا۔ ان کو اچھی طرح ذہن نشین ہوگا۔ کہ حکام اس قصور میں انہیں ضرور تہ تیغ کر دیں گے۔

مگر باوجود ان تمام حالات کے وہ کونسی بات تھی۔ جو ان کو گورو گوبند سنگھ کی مدد کے لئے اُبھارتی تھی۔ وہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ پیروان دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اپنے ہندو حریفوں کے لئے بھی نہایت عزت ہو یہ ساری باتیں بتا رہی ہیں۔ کہ مصر قدیم میں مذہب کے لئے جھگڑے نہ ہوتے تھے۔ بلکہ پولٹیکل اغراض کی خاطر محاربے ہوا کرتے تھے۔

اس بے سروسامانی کی حالت میں گورو گوبند سنگھ ایک مسلمان رئیس کے ہاں مقیم تھے۔ جس سے فرمائش کی۔ کہ وہ کسی آدمی کو بھیجکر ان کے بال بچوں کی خبر منگا دے۔ یہیں ان کو اطلاع ملی۔ کہ ان کے ہر دو فرزند صوبہ دار سرہند کے حکم سے دیوار میں چنوا دیئے گئے ہیں۔ صوبہ دار سرہند کئی دفعہ گورو گوبند سنگھ سے شکست کھا چکا تھا۔ اس لئے اس کی زبردست خواہش اُن کے دل کو سخت صدمہ پہنچانے کی تھی۔ برسر دربار بچوں کو سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ اسوقت نواب شیر محمد خان والئی مالیر کوٹلہ بھی پاس ہی تشریف فرما تھے۔ آپ نے صوبہ دار سرہند کو توجہ دلائی۔ کہ

"یہ کیسی شرع اور کیسا انصاف ہے۔ کہ دشمنی تو باپ سے اور انتقام بچوں سے لیتے ہو"۔

ممکن تھا۔ کہ صوبہ دار سرہند اپنے اس حکم کو منسوخ کر دیتا۔ کہ پاس ہی بیٹھے ہوئے خوشامدی دیوان سچانند کھتری نے کہا۔ کہ

"اقی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمنداں نیست"

ان بچوں کو بچانا بالکل غیر مناسب ہے"۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس وقت مذہب کا کوئی سوال نہ تھا۔ گورو گوبند سنگھ کے بال بچوں کو گرفتار کرانے والا گنگو برہمن تھا۔ برسر دربار نواب شیر محمد خان صاحب نے بچوں کو سزا دینے پر سخت نفرت کا اظہار کیا۔ کیا اس لئے کہ ہندو مسلمانوں میں مذہب کے نام پر جھگڑا تھا۔ کیا اسی لئے دیوان سچانند نے حکم بحال رکھنے کی غرض سے زور لگایا تھا؟

درحقیقت صوبہ دار سرہند کا فعل اس کا ذاتی فعل تھا۔ نہ کہ مسلمانوں کی ساری قوم کا۔ پھر ذاتیات پر مسائل قومیہ کی بنیاد کیوں رکھی جائے۔

کہتے ہیں۔ کہ اسی وقت گورو گوبند سنگھ نے ایک گھاس کا پودا لے کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور کہا۔ کہ ظالمانہ حکومت کی بنیاد اسی گھاس کی طرح اکھڑ جائے گی۔ مسلمان رئیس نے جس کے ہاں گورو گوبند سنگھ مقیم تھے۔ دریافت کیا۔ کہ کیا آپنے مسلمانوں کو دعائے بد دی ہے؟ عام اہل اسلام کا اس میں کیا قصور ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ" یہ وعید عام نہ تھی۔ خاص ظالموں کے لئے تھی۔ نیکدل مسلمانوں پر اسکا کوئی اثر نہ ہوگا"۔

ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا۔ کہ اس وقت ہندو مسلمانوں میں مذہبی و قومی تنازعات نہ تھے۔ بلکہ سوال جو کچھ بھی تھا۔ مقتضیات سیاست کا تھا۔ جو مذہب اور قومیت کی قید سے آزاد تھے۔ اگرچہ گورو گوبند سنگھ مسلمانوں کے شدید مقابل تھے۔ بایں ہمہ ان کے دل میں عام اہل اسلام کے لئے بحیثیت مجموعی نفرت نہ تھی۔

گورو گوبند سنگھ کے ہزاروں سکھ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں کام آ چکے تھے۔ چار فرزند قتل ہو چکے تھے۔ اس وقت اگر غداران قوم کے منافقانہ خیال کو مان لیا جائے۔ تو اس کے مطابق گورو گوبند سنگھ کو مسلمانوں سے نہایت سخت نفرت پیدا ہو جانی چاہیئے تھی۔ مگر ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد بہادر شاہ اپنے بھائی اعظم شاہ کے خلاف جنگ میں گورو گوبند سنگھ سے اعانت کے لئے تیار ہو جانے کا پروانہ بھیجتا ہے۔ اور وہ اس کے فرمان پر بسر و چشم کاربند ہوتے ہیں۔

سکھوں کی تقریباً تمام تاریخوں میں لکھا ہے۔ کہ میدان جنگ میں گورو گوبند سنگھ ہی کے تیر سے اعظم شاہ کا کام تمام ہوا تھا۔

بہادر شاہ کا گورو گوبند سنگھ کو بغرض امداد حاضر ہونے کے لئے پروانہ بھیجنا اس بات کی کافی دلیل ہے کہ بہادر شاہ بھی اس سکھ لیڈر کو تمام مسلمان قوم کا دشمن نہ خیال کرتا تھا۔ بلکہ وہ بخوبی سمجھتا تھا۔ کہ گورو گوبند سنگھ سیاست سے تعلق رکھتا ہے مسلمانوں کی قوم سے اس کی دشمنی نہیں ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ نے جو سکھوں کے پیشوائے روحانی تھے۔ آیا اُن کی شخصیت نے بہادر شاہ کی امداد میں اپنے ہزاروں سکھ اس لئے شامل جنگ کئے تھے۔ کہ زمانہ قدیم میں غداران قوم کے خیال کے مطابق ہندو مسلمانوں کے درمیان مذہبی انقسام و تفاوت ترجیحی کا سوال موجود تھا۔

KHILAFAT LIBRARY

کیا آپ نور کی توسیع اشاعت کو بھول گئے؟ (مینجر)

# کیا وید الہامی ہیں؟

## ویدوں کا نزول کب اور کس طرح ہوا؟

### ویدوں کے نزول کے متعلق قدیمی خیال

سوامی دیانند سے پہلے سناتنی لوگ یا دوسرے ویدوں کے ادپاسک ویدوں کے نزول کو اسطرح ظاہر کرتے تھے۔ کہ

"برہمناں نے دنیا کی پیدائش کے وقت دنیا کے ذی ادراک افراد کو دھرم اور تہذیب سکھلانے کے لئے چاروں وید سرشٹی کے کرتا پربھو کو سکھلائے۔ بعد اناں برہما نے جس کے چار منہ تھے۔ چار منہوں کے ذریعہ چاروں ویدوں کا پرکاش دنیا پر کیا۔ جن سے رشی اور مہاتما نے ویدوں کو حاصل کیا۔ جن کے ذریعہ دوسرے لوگوں تک وید پہنچے"۔

یہ تو ہے ویدوں کے نزول کے متعلق قدیمی یا پرانی تھیوری یا خیال۔ مگر جوں جوں زمانہ ترقی کرتا ہے توں توں انسانی خیالات میں بھی تبدیلی آتی جاتی ہے۔ اب جو ویدوں کے نزول کے متعلق جدید تھیوری ہے۔ وہ قدیمی تھیوری سے بالکل الگ تھلگ ہے۔

### ویدوں کے نزول کے متعلق جدید خیال

چنانچہ پنڈت دیانند صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ برہما کوئی دیوتا نہیں تھا۔ کہ اس پر ویدوں کا نزول ہوتا وہ تو ایک راجہ تھا۔ وہ ویدوں کا کرتا یا بنانیوالا کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ خود ویدوں کے پڑھنے والا تھا۔ ویدانادی ہیں اور ایشور کا گیان۔ اور ایسے ہی انادی ہیں۔ جیسا کہ خود ایشور انادی ہے۔

جب جب سرشٹی پیدا ہوتی رہی ہے۔ تب تب ایشور ہی ویدرشیوں کو وید تاویتا رہا ہے۔ اس موجودہ سرشٹی کو ۱۹۶۰۸۵۳۰۰۱ سال ہوئے ہیں۔ جب یہ وید اگنی وایو۔ سوریہ اور انگرہ کو ایشور کی طرف سے دیئے گئے ان رشیوں نے ایک ایک وید کو سیکھ کر پر لوگوں تک پہنچایا اور وہ لوگ جوان ہی پیدا ہوئے تھے۔ جنمیں بعض لوگ تو ویدوں کو سمجھ گئے اور بعض ذرا دیر سے سمجھے۔

### قدیمی ہندوؤں کے نزدیک وید میں کیسی تعلیم تھی؟

قدیمی ہندوؤں کے نزدیک ویدوں میں صرف گیان دھیان یا روحانی باتیں تھیں۔ بیگر شریعت کے مسائل یا علاوہ بریں صنعت و حرفت یا دیگر علوم طبیعات وغیرہ سے ویدوں کو کوئی سروکار نہ تھا۔ یہ تو ہے ویدوں کے متعلق ویدوں کی اندرونی تعلیم کے متعلق پرانی تھیوری۔ چنانچہ اس دھوئی کرنیوالوں کے نزدیک سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ ویدک رشی منی اور یوگی اپنی روحانی قوت کے لحاظ سے توجہ بریں پر پہنچے ہوئے تھے۔ مگر اپنے رہنے سہنے کے لئے کٹیا اور چھپر ہی اکتفا کیا کرتے تھے کیونکہ دنیوی علوم سے انہیں کچھ سروکار نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ علاوہ ویدوں کے گیان کے اور کسی دنیوی علم یا اس کے تجربہ پر خیال نہ دیتے تھے۔

### جدید ہندوؤں کے نزدیک وید میں کیا تعلیم ہے؟

جدید ہندوؤں کے نزدیک ویدسب ودیاؤں (علوم) کا بھنڈار (خزانہ) ہے چنانچہ سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ویدوں میں علاوہ روحانی تعلیم کے سائنس جیالوجی فضیالوجی۔ علم طبیعات خفرافیہ غرضیکہ ہر ایک علم ویدوں میں درج ہے۔ چنانچہ سوامی جی نے رگ وید کا جو بھاش کیا ہے۔ اس میں جابجا سائنس اور علم طبیعات کی طرف لوگوں کی توجہ کو پھیرا ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ پرانے ہندوؤں اور جدید ہندوؤں میں ویدوں کو صحیح سمجھنے میں کون حق پر ہے۔ ہم نے صرف ہر دو خیالات کو آشکارہ کر دیا ہے۔

### جدید نکتہ خیال سے رشی ویدوں کو کسطرح سمجھے؟

شری سوامی دیانند صاحب اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جو منتر رشیوں کو سمجھ نہ آیا کرتے وہ ایشور کے سروپ کے سامنے لاکر سمادھی لگاتے اور پھر ان پر ویدوں کا گیان آشکارہ ہو جاتا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جو لوگ ویدوں کے سمجھنے سے پہلے ایشور کے سروپ سے اچھی طرح آگاہ تھے اور سمادھی لگا کر ایشور تک پہنچنے کی طاقت رکھتے تھے۔ تو پھر انہیں ایشور کا سروپ اور سمادھی لگانا کی طرز اور ضرورت پہنچا اور اس کی باتوں کو معلوم کرنا یہ کہاں سے سیکھا۔ اگر کہو ویدوں کے ذریعہ تو ویدوں کے مطالب کو تو وہ جانتے ہی نہ تھے۔ اگر کہو خود بخود بدوں ویدوں کی رہنمائی کے تو دوستو! پھر خود ہی انصاف کرو۔ کہ ویدوں کی کیا ضرورت رہی۔ امید کہ کوئی آریہ دوست اس عقدہ کو حل کریگا۔

### کیا وجہ ہے کہ چار رشیوں کے علاوہ اور رشی الہام کے مستحق نہیں ہوئے؟

سوامی دیانند صاحب نے یہ اصول قائم فرمایا ہے۔ کہ اگنی۔ وایو۔ سوریہ۔ انگرہ رشی پر ویدوں کا نزول ہوا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا وجہ کہ ان چار رشیوں کو الہام کے لئے منتخب کیا گیا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ چونکہ ویدوں کی چار تعداد تھی۔ اس لئے رشی بھی چار ہی ہونے چاہیئے تھے۔ تو یہ ایک انصاف سے بعید ہے۔ کہ چند آدمیوں سے صرف چار کو خاص کام کے لئے منتخب کیا جائے اور باقیوں کو بلا وجہ اور بلا سبب جوابدیدیا جاوے۔

### سوامی جی کے اس اصول کو مانکر تناسخ کو جواب دینا پڑیگا

اگر ہم سوامی جی کے اس اصول کو مان لیں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آدسرشٹی میں جو چار رشیوں کو ویدوں کا گیان دیا گیا۔ ان میں کیا فضیلت تھی۔ اگر اچھے افعال کا نتیجہ کہا جاوے۔ تو آدسرشٹی کے پہلے کچھ تھا ہی نہیں پھر اچھے یا برے اعمال کہاں سے آگئے۔ اگر کہا جاوے۔ کہ ایشور کی مرضی ہمیں تو کچھ عذر نہیں چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر پھر تناسخ اڑ جاوے گا۔ کیونکہ تناسخ کے لئے ضروری ہے۔ کہ پچھلے افعال یا کرموں کے پھل یا ثمر کو مدنظر رکھا جاوے۔ تو جس صورت میں پچھلا جنم ہی نہ تھا۔ تو پھر اچھے یا برے افعال کہاں سے آگئے؟

### اگر سوامی جی کے اس اصول کو مان لیا جائے تو پھر ان کے قول کے مطابق ایشور منصف نہیں رہ سکتا

ہو سکتا ہے کہ ایک یا دوسرے کلپ میں ایک سے زیادہ الہام کے مستحق نکل آویں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو صرف اس وجہ سے کہ ویدوں کی تعداد صرف چار ہے۔ الہام سے محروم رکھا جاوے گا۔ اگر ویدوں کے نزول کے بعد کچھ لوگ نیک اعمال کی وجہ سے الہام کے مستحق ہو جاویں۔ تو انصاف اس امر کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ انہیں بھی ایشور اپنی رحمت الہام سے مستفیض کرے۔ مگر سوامی جی کا اصول اس کے منافی ہے۔ اب فرمایئے! آریہ دوست کس عقیدہ کے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ایشور کے انصاف کو یا سوامی جی کے عقیدہ کو؟ ہم انشاء اللہ اپنے آئندہ نمبر میں ویدوں کی تعلیم پر فصاحت سے روشنی ڈالینگے۔ کہ الگ الگ چار ویدوں رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھر میں کیا کیا تعلیم ہے

# محبوب عالم اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ کا دوسرا سالانہ جلسہ

KHILAFAT LIBRARY

۲۷ و ۲۸ - مارچ کو محبوب عالم اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ کا دوسرا سالانہ جلسہ مکان مدرسہ میں منعقد ہوا۔ اگرچہ بانئے مدرسہ خانصاحب مولوی محبوب عالم کی وفات حسرت آیات اور انہیں دنوں میں میلہ چراغاں (جو پنجاب بھر میں ایک عظیم الشان میلہ ہے) ہونے کی وجہ سے جلسہ کے پارسال کی طرح بارونق ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی مگر عامۃ المسلمین کی مساعی جمیلہ سے گو پہلے سالانہ جلسہ سے رونق میں کچھ کم رہا ہے۔ مگر بلحاظ آمدنی چندہ کے اس سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوا۔ ضلع کے نامور و معتبر زمیندار صاحبان معاونان مدرسہ کے علاوہ آنریبل کیپٹن نواب ملک مبارز خانصاحب نوابہ رئیس اعظم جہان آباد۔ آنریبل خان بہادر صاحب میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لاء اور ان کے صاحبزادہ میاں محمد رفیع صاحب بیرسٹرایٹ لاء اور میاں عبدالرشید صاحب بیرسٹرایٹ لاء خلف الصدق جناب میاں نظام الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر رئیس اعظم باغبان پورہ۔ اور جناب میاں شمس الدین صاحب سوداگر چرم و رئیس اعظم امرتسر نے اپنی شمولیت سے مسلمین گوجرانوالہ کو رہین منت فرمایا ؛

مقررین و واعظین میں سے مولوی الف دین صاحب بی۔ او۔ ایل۔ وکیل۔ راولپنڈی۔ مولوی عبدالمجید صاحب پلیڈر۔ لائلپور۔ مولوی محمد عظیم صاحب گکھڑی۔ مولوی محمد یوسف صاحب صوفی قادری گجراتی۔ مولوی عبدالرحمن صاحب قصوری۔ حکیم اللہ یار خانصاحب جوگی قوی شاعر۔ ماسٹر محمد حسین صاحب حسین لاہوری۔ منشی میراں بخش صاحب جوہر سیالکوٹی۔ منشی غلام محمد صاحب غلام نے اپنے مواعظ و نصائح اور خطبات و اشعار سے حضار مجلس کو مستفید و مستفیض اور محظوظ و مسرور فرمایا ؛

معزز مہمانوں کی خاطر تواضع اور مہمانداری بیکار رکنان جلسہ کی طرف سے کسی قسم کی فروگذاشت نہیں ہوئی۔ کافۃ المسلمین نے بھی اپنے مہمان بزرگان قوم کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ شہر میں جا بجا گذرگاہوں پر جھنڈیاں نصب کی گئیں۔ اور مختلف مقامات پر لکڑی کے قریب دروازے بنائے گئے تھے۔ پارسال کی طرح امسال بھی جلوس دروازہ دلیر سنگھ سے شہر میں داخل ہوا۔ بازار کوتوالی شہر منڈی چوک کلاں۔ چوک خورد سے ہوتا ہوا مولوی الٰہی بخش صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ کے مکان اور گورنمنٹ ہائی سکول کے آگے سے گذر کر مدرسہ اسلامیہ میں پہنچا۔ جہاں حاضرین جلسگاہ نے سروقد استادہ ہو کر تعظیم کی۔ اثنائے راہ میں دروازوں پر معزز مہمانوں کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ پروگرام میں جن اصحاب گرامی کے نام نامی درج تھے ان میں سے بعض کی عدم تشریف آوری کا بیحد افسوس ہوا۔ ہاں جن کے مخالف گرامی سے رونق افروز جلسہ نہ ہونے کی وجوہ موجہ پائی گئیں وہ معذور سمجھے گئے۔

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ خانصاحب مولوی محبوب عالم کی وفات حسرت آیات۔ میلہ چراغاں کی تاریخوں میں جلسہ کا انعقاد۔ بعض خطباء و شعراء اور ذی وجاہت اصحاب کی عدم شمولیت سے خوف تھا۔ کہ جلسہ اور غیر مثمر نہ رہے مگر ترتیب نتائج مشیت ایزدی میں ہے۔ بعض مواقع پر خلاف توقع بھی نتائج وقوع میں آتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کارکنان انجمن کی مساعی جمیلہ جو صدق و خلوص سے کی گئی تھیں۔ مشکور فرمائیں۔ یعنی جس مقصد کے لئے یہ جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ اس میں معتدبہ کامیابی ہوئی چنانچہ پانچ چھ ہزار روپیہ چندہ فراہم ہو گیا۔ جس میں سے تین ہزار روپیہ تو نقد معاً وصول ہو گیا۔ اور باقی چندہ بھی انشاء اللہ عنقریب وصول ہو جائیگا۔ کیونکہ جن اصحاب نے وعدے کئے ہیں۔ وہ مدرسہ کے بقاء و قیام کے بدل متمنی اور بہی خواہ ہیں۔ واصلات و موعودات میں بڑی بڑی رقوم حسب ذیل ہیں ؛

واصلات

آنریری کیپٹن نواب ملک محمد بہادر خانصاحب ؛ ۶۰۰ روپیہ

منشی عطا محمد صاحب وکیل ؛ ۵۰۰ روپیہ

قاضی محمد فاضل صاحب قاضی کوٹی۔ ۱۵۰ روپیہ

آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب۔ ۱۰۰ روپیہ

خان بہادر چوہدری کرم الٰہی خانصاحب۔ ۱۰۰ روپیہ

ملک محمد وزیر خانصاحب۔ ۱۰۰ روپیہ

چوہدری حسین خانصاحب کو چوہدری خاں دوراں صاحب۔ مولوی الٰہی بخش صاحب۔ مولوی فضل دین صاحب وکیل ۵۰ روپیہ۔ شیخ امام الدین صاحب زمیندار ایمن آباد نے سو روپیہ کا وعدہ فرمایا۔ جس میں سے پچاس روپیہ اسی وقت ادا کر دیئے ؛

موعودات :- خواجہ برادری برائے تعمیر برآمدہ ہال ایک ہزار روپیہ۔ میاں شمس الدین صاحب سوداگر چرم و رئیس اعظم امرتسر ۵۰۰ روپیہ۔ میاں نور الدین صاحب جنرل کنٹریکٹر چوہدری شیر خان صاحب سید قتدر حسین صاحب ۱۰۰ روپیہ اور برادری مستریاں سو سو روپیہ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اس جلسہ میں برادران وطن ہنود و سکھ صاحبان نے بھی اپنی شمولیت سے مسلمانوں کو ممنون و رہین منت فرمایا۔ اور اکثر اصحاب نے معنوی امداد بھی کی۔ جن کے نام نامی ذیل میں درج ہیں ؛

سردار ہرنام سنگھ صاحب ۲۵ روپیہ۔ سردار خوشحال سنگھ صاحب ۱۰ روپیہ۔ دیوان کرپا رام صاحب ۵ روپیہ۔ لالہ بیلی رام صاحب ۵ روپیہ۔ ماسٹر ہردیال صاحب سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول۔ ۵ روپیہ۔ مسلمانان گوجرانوالہ ان اصحاب کے نہایت شکر گذار ہیں۔

جنرل سکرٹری صاحب نے جو مدرسہ کی سالانہ رپورٹ جلسہ میں پڑھ کر سنائی۔ اس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے ؛

سال زیر رپورٹ میں اس نونہال مدرسہ کو جیکہ ابھی اس نے ہوش بھی نہیں سنبھالی تھی۔ سخت حوادث کا سامنا پڑا۔ منجملہ ان کے سب سے بڑا صدمہ جانکاہ وفات حسرت آیات خانصاحب مولوی محبوب عالم ہے جب اس یتیم بچے کی پرورش و نگرانی کا انتظام ضلع کے معزز زمینداروں نے بشمول مسلمانان شہر گوجرانوالہ بسرپرستی جناب خان بہادر چوہدری کرم الٰہی صاحب آنریری سول جج و رئیس اعظم ضلع ہذا

(باقی آئندہ پر شروع ہے)

## اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بتایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق لکھا یا۔ کہ برائے امراض چشم بسید مفید است۔ یہ سرمہ دھند جالا۔ پھولا۔ پڑدال۔ سیل اور سرخی اور ابتدائے موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے۔ قیمت سرمہ اعلیٰ عمدہ روپیہ تولہ۔ دوم قسم عمدہ۔ قسم سوم عمدہ۔ اصلی ممیرا قیمت نمبر ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیسکر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ جس کی آنکھیں گرمی میں دکھتی ہوں۔ تو ان کے لئے مفید ہے۔

**ست سلاجیت**:۔ محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع شہتی طعام قاطع بلغم اور ریاح دافع بواسیر وجذام و استسقاء وزردی رنگ وتنگی نفس ودق وشیخوخیت فساد بلغم وقاتل کرم شکم سقطت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل البول وسیلان منی وپیوست درد ومغاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید بقدر دانہ تخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ قسم اول عمدہ، قسم دوم ۸ فیتولہ۔ **کلاہ اور لنگیاں**۔ ہر قسم لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ سفید ماشی ریشمی سوتی لٹھے صافے اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی ملتی ہیں۔

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور

## نوایجاد مشین سیویاں

یہ مشین ایک گھنٹہ میں دو سیر سیویاں تیار کر دیتی ہے۔ اس کے پرزے مضبوط ہیں۔ مدت تک نہیں بگڑتے۔ اس کو ایک عورت آسانی سے چلا سکتی ہے۔ اس مشین کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔ جب چاہیں سیویاں تیار کر لیں۔ قسم اول قیمت عمدہ باریک اور موٹیاں سیویاں بناتی ہے۔ قسم دوم عمدہ باریک سیویاں بناتی ہے۔

مستری فضل کریم فرد مہمان خانہ قادیان۔ ضلع گورداسپور

## سچے کو ہمیشہ راحت ہے

طلائے زرین اس کے استعمال سے قوہ باہ وامساک دونوں کو لذت ہوتی ہے۔ اور بعد میں کمزوری نہیں ہوتی یہ بیش بہا طلا ہم آزمائشاً ایک شیشی صرف ۸ر کو دیتے ہیں۔ معجون طلسمی اس کے استعمال سے رقت سرعت جریان کمی باہ رفع ہو کر اعلیٰ درجہ کی قوت باہ پیدا ہوتی ہے۔ اور جسم توانا ہو جاتا ہے قیمت فی بکس رعمدہ طلا و طلسمی یہ ان لوگوں کو فائدہ دیتا ہے جو اپنی قوت زائل کر چکے ہوں۔ خواہ کسی باعث سے ہو اعصاب وغیرہ اس کے استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی عمدہ ر

**سرمہ سلیمانی**:۔ اس کے استعمال سے دھندلا جالا پھولا اور ضعف بصارت موتیا بند وغیرہ دور ہوتا ہے قیمت فی تولہ ۸ر

**منجن دندان**۔ دانتوں اور مسوڑھنکی بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانے والا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم محمد حسین ولد سرفراز حسین مالک شفاخانہ احمدیہ بلڈگ ضلع دہلی

## اپنی صحت سے غافل نہ رہیئے ۶۴

اس میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ کہ ایک تندرستی اور ہزار نعمت۔ اگر تندرستی میں فرق ہے۔ تو دنیا کی دولت ہے۔ تو بیکار۔ مگر افسوس کہ ایسے بہت لوگ ہیں۔ جو اپنی صحت سے غافل رہ کر کسی مفید چیز سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا عرق پودینہ جو پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے بدہضمی پیٹ کا پھولنا۔ متلی۔ نفخ۔ ریاح وغیرہ کے لئے نہایت ہی مجرب دوا ہے۔ بچوں کے لئے اس سے بڑھکر کوئی دوا نہیں ہے۔ ہر گھر گرہست کو اس دوا سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی شیشی ۸۔ محصول ڈاک ۵ر

## کلوروڈائن ۶۵

یہ انگریزوں کی ایک خانگی دوا ہے۔ ریاحی درد مرور خواہ کسی صورت سے ہو۔ اس کی ایک ہی دو خوراک سے جاتی ہے۔ آؤن۔ دست اور پیچش کے لئے یہ نہایت مفید ہے۔ ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے ایک نامی دواخانہ سے بنوایا ہے۔ اور دیگر کلوروڈائنوں سے کہیں بہتر ہے۔

اس لئے بازاری کلوروڈائن نہ خرید کر کے اس کلوروڈائن کو خریدیں۔ قیمت ۶ر۔ اور ایکدرجن کے چار روپے

محصول ڈاک ۵ر

## ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶ و ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ڈیپارٹمنٹ نمبر ۱۵۵

## کچھ سُنا ہے؟

### آپ نے بھی کئی دیکھے اور کئی پڑھے

کبھی یہ بھی غور فرمایا ہے۔ کہ غریبوں کے لئے کیا فائدہ مدنظر رکھا گیا ہے۔ لو آج آپ کو بتائیں۔ کہ غریب فائدہ اٹھا کر انشاء اللہ خوش ہوں گے۔ یہ ایک بے مثل عجیب تحفہ ہے۔ جو آپ لوگوں کو ہمارے ہاں کے سوا کہیں سے ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ ایک بے مثال خوشبودار تیل ہے۔ جس کے استعمال سے بالوں میں جوئیں نہ پڑ جائیں۔ وہ بال بڑھانے اور نرم رکھنے کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مقوی دماغ ہونے میں بے مثل ہے۔ آزمالو تجربہ کرلو۔ قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنے ۸ر

ملنے کا پتہ:۔ عبدالرحمن نظام جان کاغانی قادیان

---

**منشی عزیز الرحمن کا ایک عجیب و غریب اشتہار اگلے اخبار میں شائع ہوگا۔ دوست غور سے ملاحظہ فرماویں۔**

KHILAFAT LIBRARY